تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر اُستوار　　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اَسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ　　　لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم　　　۲۵/مارچ ۱۹۹۸ء　　　مدیر : حافظ عاکف سعید

درخت کی جڑوں پر کلہاڑا رکھا جا چکا ہے!

مسلمانانِ پاکستان کو کسی مغالطے میں نہیں رہنا چاہئے اس لئے کہ ایک جانب بھارت کے ہندو فنڈا منٹلزم کا علاقائی عملداری کا دعویٰ انڈونیشیا سے افغانستان تک' معاشی استحصال کی امنگیں اس سے بھی آگے ایران و عرب تک اور بحری بالادستی کا عزم پورے بحرہند پر یعنی آسٹریلیا سے افریقہ تک ہے! اور دوسری طرف بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ اور ہنود و یہود کا اشتراک عمل بڑی تیزی کے ساتھ رسمی اور روایتی سفارتی تعلقات سے بہت آگے بڑھ رہا ہے۔ اسرائیل اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے توسیعی عزائم یعنی عظیم تر اسرائیل کے قیام کی راہ میں واحد مسلمان ملک جو مزاحم ہو سکتا ہے صرف پاکستان ہے' جس کے ایٹمی دانت نکل چکے ہیں یا نکلنے کا اندیشہ ہے! اور تیسری جانب امریکہ وسطی ایشیا کی نو آزاد مسلمان ریاستوں کے سیاسی و معاشی یہاں تک کہ سماجی روابط بھی مغرب میں اسرائیل اور سیکولر ترکی اور مشرق میں بھارت کے ساتھ اُستوار کرانے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے۔ الغرض' ان جملہ داخلی و خارجی عوامل کا "حاصل جمع" اقبال کے الفاظ میں یہ ہے کہ ع "تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں!" اور ہم بحیثیت ملک و قوم اس وقت بالکل اسی صورتحال سے دوچار ہو چکے ہیں جن کے پیش نظر بخت نصر کے ہاتھوں عظیم سلطنت اسرائیل اور مقدس شہر یروشلم کی کامل تباہی سے قبل انبیائے بنی اسرائیل اپنی قوم کو ان الفاظ میں متنبہ کرتے رہے تھے کہ :

"ہوش میں آجاؤ' ورنہ جان لو کہ درخت کی جڑوں پر کلہاڑا رکھا جا چکا ہے!"

(اقتباس از : "مسلمانوں اُمتوں کا ماضی حال اور مستقبل" : ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ)

قیمت : 2 روپے　　　شمارہ : 11

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیال سونے کی ارزانی!

حضرت انسان کا جس درخت کا پھل کھانے کے جرم میں جنت سے خروج ہوا تھا' قرآن حکیم کوئی صراحت نہیں کرتا کہ وہ شجر ممنوعہ کون سا تھا اور کس نوع کا پھل دیتا تھا؟۔ لیکن یہ بات چل نکلی کی حضرت آدم خوشہ گندم کے ہاتھوں جنت سے نکالے گئے۔ شاید اُس کی وجہ یہ ہو کہ انسانی خوراک میں گندم کو مرکزی حیثیت تو روز اول سے ہے اور شاید تا آخر رہے لیکن کسی زمانے میں گندم کو تجارت میں بھی مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اگرچہ کرنسی سے قبل کے دور میں جب باہمی تجارت میں بارٹر سسٹم کا چلن تھا تو کسی شے کی قیمت کا تعین اصلاً تو جانبین کی ضرورت کے تحت ہوتا ہو گا لیکن گندم کی فراوانی یا گرانی کے حوالے سے بھی باقی اشیاء کی حیثیت کا تعین ہوتا تھا۔ لیکن جب پہیہ (Wheel) صنعتی انقلاب کا موجب بنا تو گندم کی قیمت کی ثانوی حیثیت رہ گئی اِس لئے کہ اب زراعت صنعت کی محتاج ہے۔ صنعت کے پہیئے کو گھمانے کے لئے انرجی یعنی توانائی کی ضرورت تھی۔ انرجی بہت سے ذرائع سے حاصل کی جا سکتی ہے لیکن ایسی انرجی کی ضرورت تھی جو سستی ہو اور فراوانی سے دستیاب بھی ہو۔ زمین کے پیٹ میں اللہ نے نہ جانے کتنے اور کیسے کیسے خزانے دفن کئے ہوئے ہیں اور اللہ جو پروردگار بھی ہے اور رازق بھی' وقت اور ضرورت پڑنے پر خود ان خزانوں تک انسان کی رہنمائی کر دیتا ہے۔ زمین میں سے گیس اور تیل کی یافت نے ایسی انرجی مہیا کر دی ہے کہ حضرت انسان برق رفتاری سے زمین پر گھومتا ہے اور فضا میں آواز کو پیچھے چھوڑ رہا ہے۔ پٹرولیم نے دنیا کی تجارت و صنعت میں مرکزی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ وہ لق و دق صحرا جہاں انسان سایہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے بعض اوقات جان بھی کھو دیتا تھا' آج اس سیال سونے کی بدولت چمک دمک رہے ہیں۔ اس سیال سونے کی محبت میں امریکی عربوں کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں کبھی صدام کو سبق سکھلانے کے بہانے اور کبھی سعودی فرمانرواؤں سے محبت جتلانے کے شوق میں۔

پٹرولیم کی مصنوعات کا اب چونکہ شمار بھی ممکن نہیں ہے لہٰذا اس کو سستا رکھنا اور اس کی قیمتوں کو بڑھنے سے روکنا صنعتی ملکوں کے مفاد میں ہے۔ خلیج کی جنگ کے بعد امریکہ اور یورپی ممالک نے تیل کی قیمتوں کو نہ صرف بڑھنے نہیں دیا بلکہ ایسے اقدامات کئے ہیں جن سے تیل کی قیمتیں بتدریج کم ہوتی جا رہی ہیں اور ایک اندازے کے مطابق حالیہ دنوں میں تیل کی قیمتوں میں ۴۰ فیصد کمی واقع ہوئی ہے' جس سے خصوصاً امریکہ کی گرتی ہوئی معیشت کو بہت بڑا سہارا ملا ہے۔ پاکستان بھی چونکہ تیل بہت بڑی مقدار میں درآمد کرتا ہے لہٰذا قیمتوں کی اس کمی نے اس کی معیشت پر بھی خوشگوار اثرات ڈالے ہیں'

لیکن افسوس اِس بات کا ہے کہ ہماری حکومت نے عالمی سطح پر تیل کی قیمتوں میں اِس کمی سے عوام کو کوئی ریلیف نہیں دیا۔ اگر پاکستان میں بھی تیل کی قیمتیں عالمی منڈی کے حساب سے کم کر دی جائیں تو یقیناً مہنگائی اور گرانی سے پسے ہوئے عوام کو کچھ نہ کچھ ریلیف ملے۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ جب کبھی کوئی چیز عالمی منڈی میں مہنگی ہوتی ہے تو ہماری حکومت اُسے بنیاد بنا کر فوری طور پر قیمتوں میں اضافہ کر دیتی ہے لیکن اگر کوئی شے عالمی منڈی میں ارزاں ہوتی ہے تو یہی کوشش کی جاتی ہے کہ عوام کو اِس کی ہوا بھی نہ لگے۔ بجلی اس لئے مہنگی کر دی گئی کہ بیرونی سرمایہ کار کمپنیاں بجلی مہنگی مہیا کر رہی ہیں لیکن تیل ۴۰ فیصد سستا خرید کر عوام کو پرانے داموں پر کیوں فروخت کیا جا رہا ہے۔ جو ہاتھ ڈبوں میں پرچی ڈال کر سیاست دانوں کو اپنا حاکم بنا لیتے ہیں وہ اتنے مضبوط ہونے چاہئیں کہ اگر اُن کے مفادات کا تحفظ نہ ہو تو وہ حاکموں کے گریبانوں تک پہنچ سکیں۔ ہماری رائے میں اِس سلسلے میں قومی پریس بھی اپنا فریضہ ادا نہیں کر رہا' حالانکہ اُس کا فرض تھا کہ اتنے اہم معاملے میں وہ عوام کو باخبر کرتا اور حاکموں کو بھی جھنجھوڑتا۔

تعارفی قیمت : 175 روپے

امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ

کی آواز میں

قرآن مجید کا ترجمہ بمع مختصر تشریح

پر مبنی کمپیوٹر سی ڈی CD تیار کر لی گئی ہے

☆ جس میں 108 گھنٹے دورانیہ کی آڈیو کے علاوہ قرآن مجید کا متن شامل ہے۔

☆ یہ CD امسال رمضان المبارک میں ہونے والے دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل ہے۔

پیشکش : شعبہ سمع و بصر

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

قرآن اکیڈمی' K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

فون : 3-5869501 فیکس : 5834000

ای میل : anjuman@brain.net.pk

"دینی سیاسی جماعتیں، انتخابی سیاست کو ترک کر کے انقلابی جدوجہد کی راہ اپنائیں"

مولانا عبدالستار نیازی کی جانب سے ملک میں نفاذ شریعت کے لئے طلب کردہ مشاورتی اجتماع سے قائم مقام امیر ڈاکٹر عبدالخالق کا خطاب

۴/ مارچ ۹۸ء

محترم و مکرم مولانا عبدالستار نیازی صاحب

صدر جمعیت علماء پاکستان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جمعیت علماء پاکستان نے مسلم لیگ کی حکومت کو نفاذ شریعت کے لئے ۳۱/ مارچ تک کا جو الٹی میٹم دے رکھا ہے یہ اجلاس اس الٹی میٹم کے ضمن میں اقدامات کے حوالے سے مختلف دینی سیاسی جماعتوں سے مشورے اور رہنمائی کے حصول کی خاطر طلب کیا گیا ہے۔ راقم ذاتی طور پر اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ (علم اور عمر دونوں کے اعتبار سے) وہ رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے سکے۔ تاہم تنظیم اسلامی کی جانب سے چند مشورے پیش خدمت ہیں:

حضرات محترم! اس وقت پوری دنیا میں سیکولرزم کا راج ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی عظیم اکثریت بھی یا تو اسی سیکولرزم کی قائل ہو چکی ہے یا زبانی طور پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کے باوجود بالفعل سیکولرزم پر عمل پیرا ہے، یہ انفرادی سطح پر بھی ہے اور اجتماعی سطح پر بھی۔ چنانچہ اسلام صرف مسجد و مدرسہ تک مقید ہو کر رہ گیا ہے۔ گھر ہو یا بازار، دفتر ہو یا عدالت، قومی اسمبلی ہو یا سینٹ غرض کسی بھی جگہ قرآن و سنت کو حجت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا۔ پوری دنیا میں ۵۶ کے قریب مسلمان ممالک میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جسے اسلامی نظام کا گہوارہ قرار دیا جا سکے۔

اس تمہیدی گفتگو کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ دستور پاکستان میں قرآن و سنت کی مکمل اور غیر مشروط بالادستی ثبت کروانا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ اسی طرح سے سودی معیشت کا خاتمہ کرنے پر موجودہ حکمران ہرگز آمادہ نظر نہیں آتے۔

گزشتہ سال کے انتخابات میں میاں نواز شریف صاحب کی قیادت میں مسلم لیگ کو عوام الناس کی بھرپور تائید نیز قومی اسمبلی میں دو تہائی اکثریت کے نتیجے میں تحریک پاکستان کا جذبہ ایک مرتبہ پھر تازہ ہوا۔ تنظیم اسلامی نے محسوس کیا کہ یہ موقع ہے کہ میاں نواز شریف صاحب کو توجہ دلائی جائے کہ وہ دستور میں ایسی ترامیم کریں کہ پاکستان کا دستور مکمل طور پر اسلامی بن جائے۔ چنانچہ تنظیم اسلامی نے ۱۴ مارچ ۹۷ء سے "مطالبہ تکمیل دستور اسلامی مہم" کا آغاز کیا۔ دستور کو مکمل اسلامی بنانے کے لئے ہم نے ترامیم بھی تجویز کیں اور ان ترامیم کے لئے عوامی حمایت حاصل کرتے ہوئے مذکورہ مطالبہ پر مشتمل ساڑھے تین لاکھ سے زائد پوسٹ کارڈ اور لاتعداد ٹیلی گرام وزیراعظم نواز شریف کو بھجوائے۔ اس مہم کا نقطہ عروج وہ ملاقات تھی جو تنظیم اسلامی کے ایک وفد نے امیر تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی زیر قیادت وزیراعظم ہاؤس میں وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف اور بعض وفاقی وزراء پر مشتمل ان کے وفد کے ساتھ گزشتہ برس ۲۴ مئی کے روز کی۔ اس ملاقات میں جو یادداشت پیش کی گئی اس میں پانچ نکات پر مشتمل آئینی ترامیم بھی تجویز کی گئیں نیز ملکی معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کر کے اللہ اور رسولؐ سے جنگ بند کرنے کی خاطر تجاویز بھی شامل تھیں۔

اس ملاقات میں وزیراعظم اور ان کی ٹیم کے ساتھ کھل کر تبادلہ خیال ہوا اور تنظیم کے وفد نے ان کے ہر سوال کا بھرپور اور تسلی بخش جواب دیا جس کے نتیجہ میں بالآخر وزیراعظم نے بھری محفل میں راجہ ظفرالحق صاحب سے مخاطب ہو کر دو مرتبہ فرمایا کہ "راجہ صاحب دستور میں ترمیم کا بل لانے کی تیاری کریں" لیکن دستور میں ترمیم کا وہ بل آج تک نہ آ سکا۔ حالانکہ اس دوران دستور میں دو ترامیم کی جا چکی ہیں لیکن ان ترامیم کا مقصد اپنے اقتدار کو تحفظ دینا تھا نہ کہ اس کو اسلام کے مطابق ڈھالنا۔

تنظیم اسلامی کا تو پہلے سے ہی نکتہ نظر تھا اور اس تجربے نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں اسلام کا نفاذ صرف اور صرف انقلابی جدوجہد (یعنی پرامن اور منظم احتجاجی پریشر گروپ کی صورت میں) کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اگرچہ اب اکثر و بیشتر دینی سیاسی جماعتیں (اپنے تجربات کی روشنی میں) بھی اس نتیجے پر پہنچ چکی ہیں لیکن وہ پاور پالیٹکس یعنی انتخابی سیاست سے دست کش ہونے پر بھی تیار نہیں۔

ہماری گزارش ہے کہ اسلامی انقلابی جدوجہد اور انتخابی سیاست کے ذریعے اسلام کے نفاذ ان دونوں کے تقاضے بالکل جدا ہی نہیں باہم متضاد ہیں۔ جمعیت علماء پاکستان و دیگر دینی سیاسی جماعتوں کو تنظیم اسلامی کا مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ انتخابی سیاست کو مکمل طور پر خیرباد کہتے ہوئے انقلابی جدوجہد کو اپنا لائحہ عمل قرار دیں۔ ہمارا پختہ یقین ہے کہ انتخابی سیاست سے کنارہ کش ہونے کے نتیجے میں مختلف دینی جماعتوں میں اتحاد کی شکل تو ان شاء اللہ فوراً ہی پیدا ہو جائے گی۔ ان پر عوام الناس کا اعتماد بھی بحال ہو گا اور نصرت خداوندی بھی انہیں حاصل ہو گی جس کے نتیجے میں ان شاء اللہ نفاذ دین کا مرحلہ بھی قریب آ جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ

والسلام

ڈاکٹر عبدالخالق

نائب امیر تنظیم اسلامی پاکستان

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

دہشت گردی کی ڈبل سواری

مرزا ایوب بیگ' لاہور

پاکستان میں تخریب کاری اور دہشت گردی کا آغاز سوویت یونین کی افغانستان میں فوجی مداخلت کے بعد ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ سوویت یونین ہی کیا تمام ممالک اور فوجی و سیاسی مبصرین یہ سمجھتے تھے کہ افغانستان سوویت یونین کے لئے انتہائی نرم چارہ ثابت ہو گا اور دنیا کی اس عظیم ایٹمی قوت کے سامنے غریب' بے دست و پا اور پسماندہ افغانیوں کی مزاحمت انتہائی غیر متوقع تھی۔ امریکہ جو ان معاملات میں بہت باریک بین ہے اور اس کی فوجی و سیاسی تحقیقاتی ٹیمیں مختلف علاقوں کی فوجی' سیاسی اور اقتصادی صورت حال سے اپنی حکومت کو لحہ بہ لحہ خبردار رکھتی ہیں وہ بھی افغانستان کو اپنے تئیں سوویت یونین کے حوالے کر چکا تھا اور اب یہ منصوبہ بندی کر رہا تھا کہ سوویت یونین کو افغانستان سے مزید آگے بڑھنے سے کیسے روکا جائے۔ لیکن افغان مجاہدین نے اپنے پرانے روایتی دقیانوسی اسلحہ سے ایسی گوریلا جنگ شروع کی کہ سوویت یونین زچ ہو کر رہ گیا اور اس جھنجھلاہٹ میں پاکستان کو مورد الزام ٹھہرانے لگا۔ لہٰذا پاکستان کو سبق سکھلانے کے لئے یہاں دہشت گردی کا آغاز کیا گیا تھا لیکن اس وقت جنرل ضیاء الحق اور بعد ازاں محمد خان جونیجو نے خفیہ ایجنسیوں کو فعال اور چوکس کرنے کے علاوہ افغانستان سے روسی افواج کے انخلاء کے لئے اپنی کوششوں کو تیز تر کر دیا۔ روسی افواج کے افغانستان سے انخلاء کے بعد اس دہشت گردی میں کمی آ گئی بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ دہشت گردی ختم ہو گئی۔ لیکن پاکستان کے دشمنوں پر انٹیلی جنس ایجنسیوں کی کمزوریاں عیاں ہو گئیں اور ان پر یہ بھی واضح ہو گیا کہ تخریب کاری جیسی گھٹیا اور مذموم کارروائی کے لئے پاکستانی شہری دستیاب ہو سکتے ہیں۔ مزید برآں پاکستانی معاشرے کے تضادات جو باہمی انتشار اور افتراق کی وجہ سے بڑھتے چلے جا رہے ہیں' نے دہشت گردوں کے کام کو آسان کر دیا۔ لہٰذا اب دہشت گردی کبھی مہاجروں اور مقامی کے اختلاف کی آڑ میں ہوتی ہے اور کبھی شیعہ سنی تفرقے کی آڑ میں' البتہ یہ کہنا درست ہو گا کہ موجودہ حکومت کے دور میں اس دہشت گردی میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے اور حکومت اس کو ختم کرنے کے لئے سوائے رسمی بیان بازی کے کچھ نہیں کر پا رہی اور بالکل بے بس نظر آ رہی ہے۔ موجودہ حکومت جب برسراقتدار آئی اُس وقت موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی لگی ہوئی تھی۔ پنجاب کے نوجوان وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف نے یہ کہہ کر اس پابندی کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا کہ موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی لگانا درحقیقت کسی حکومت کا اپنی نااہلی کے اعتراف کے مترادف ہے' دہشت گردی روکنا حکومت کا فرض ہے اس کے لئے عوام کو اذیت دینا انتہائی غلط اور ناقابل فہم ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسی حکومت کے دور میں موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی طویل ترین اور سخت ترین پابندی رہی اور ایک ایسا وقت بھی آیا جب خواتین اور بچوں کو بھی بٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ آغاز میں اس پابندی پر سخت تنقید کرنے والے شہباز شریف نے حال ہی میں عوام کو یہ خوشخبری سنائی ہے کہ جب تک موجودہ حکومت موجود ہے' موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی برقرار رہے گی۔ اگر دہشت گردی کا خاتمہ ہو جاتا یا اس میں کمی ہی واقع ہو جاتی تو عوام کسی نہ کسی درجہ میں اس پابندی کو قبول کر لیتے لیکن اس پابندی کے باوجود دہشت گردی میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے' حکومت عملاً کچھ کرنے کی بجائے محض بڑک بازی سے کام چلانا چاہتی ہے۔ عوام یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ خفیہ ایجنسیاں جن کا بجٹ کروڑوں روپے سے تجاوز کر رہا ہے' دہشت گردی کی روک تھام کے لئے کیا رول ادا کر رہی ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اپنوں کی حفاظت اور سیاسی مخالفین کے تعاقب میں خفیہ ایجنسیاں اتنی مصروف رہتی ہیں کہ تخریب کاروں کا سراغ لگانے کی انہیں فرصت ہی نہیں ملتی۔ دہشت گرد صوبائی اور لسانی تعصب اور مذہبی فرقہ واریت کو اپنی کارروائیوں کے لئے بطور ڈھال استعمال کر رہے ہیں۔ حکومت ان مسائل کے مستقل حل کے لئے کوئی پروگرام نہیں رکھتی۔ کبھی کبھار کچھ پیشہ ور مولویوں اور لیڈروں کو گورنر ہاؤس میں جمع کر لیا جاتا ہے اور مفاہمت و یگانگت کا ایک رٹا رٹایا بیان اخبارات کو جاری کر دیا جاتا ہے اور ان رہنماؤں کو کھلا پلا کر اور گورنر ہاؤس کی سیر کرا کر گھروں کو لوٹا دیا جاتا ہے' حکومتی کوششیں کبھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکیں۔ حکومت mis handling سے ان مسائل میں مزید بگاڑ پیدا کر رہی ہے اور یہ مسائل پیچیدہ سے پیچیدہ تر بلکہ لاینحل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ دہشت گردوں کا کام مزید آسان ہو جائے گا اور حکومت ڈپٹی کمشنر اور ایس پی تبدیل کرتی رہے گی۔

بیچارے عوام دہشت گردی کے ان واقعات سے سنبھل نہیں پا رہے تھے کہ حکومت نے خود دہشت گرد کا روپ دھار لیا اور دہشت گردی کی ایسی "واردات" کی مرتکب ہوئی اور عوام کو ایسی کاری ضرب لگائی جو ہر لحاظ سے دوسرے دہشت گردوں کی کارروائیوں کی نسبت زیادہ مہلک ثابت ہو گی۔ عوام جو پہلے ہی مہنگائی اور بیروزگاری کی وجہ سے زندہ درگور ہیں' معاشی تنگی سے ان کے معاشرتی مسائل میں بہت اضافہ ہو چکا ہے۔ ذہنی اور اعصابی دباؤ سے لوگ نفسیاتی مریض بنتے جا رہے ہیں۔ بیروزگار گریجویٹ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان ڈاکو بننے پر مجبور ہو رہے ہیں' ایسے میں حکومت نے آئی ایم ایف کے مطالبے پر تقریباً بحیثیت مجموعی ۳۵ فیصد بجلی کے نرخ بڑھا کر عوام پر ایسا ظلم ڈھایا ہے کہ شاید اب وہ بموں اور کلاشنکوفوں سے خون میں لت پت لاشوں کو دیکھ کر زیادہ رنجیدہ نہ ہوں' اس لئے کہ ہر دم اور ہر آن مرنے سے ایک مرتبہ ہی مر جانا کہیں بہتر ہے۔ پانچ چھ ہزار تنخواہ پانے والا شہری خصوصاً موسم گرما میں دو ہزار روپے بجلی کا بل کہاں سے ادا کرے گا؟ یقیناً یہ حکومتی دہشت گردی ہے جس کا نشانہ عوام بنے ہیں۔ بموں اور کلاشنکوفوں سے مسلح دہشت گردوں نے عبادت گاہوں' ریل گاڑیوں اور بسوں میں عوام کو اپنی بربریت کا نشانہ بنایا ہے تو حکومت نے گھروں میں دبکے بیٹھے لوگوں کا چین اور سکھ برباد کر دیا ہے۔ دہشت گردی کی اس ڈبل سواری نے عام آدمی کی زندگی کو عذاب بنا دیا ہے۔ ایک طرف مسلح دہشت گرد موت بن کر ان کا تعاقب کر رہے ہیں اور دوسری طرف

مہنگائی، گرانی اور بیروزگاری نے خود اسے موت کی تلاش میں سرگرداں کر دیا ہے۔ چنانچہ اب خودکشی کے واقعات میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے جن میں سے ایک آدھ واقعہ روزانہ اخبارات میں بھی شائع ہو جاتا ہے۔

سابقہ حکومت کے دور میں جب دہشت گردی کی کوئی واردات ہوتی تھی تو حکومت وقت بھارت اور اس کی خفیہ ایجنسی "را" کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتی تھی جس پر اس وقت کے اپوزیشن لیڈر اور موجودہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اس الزام پر اپنا ردعمل یوں ظاہر کرتے تھے کہ حکومت اپنی نااہلی چھپانے کے لئے دوسروں پر الزام تھوپتی ہے۔ فروری ۹۷ء کے انتخابات کے نتیجہ میں خود برسراقتدار آنے کے بعد انہوں نے بھارت کے ساتھ مذاکرات اور تعلقات کی استواری کے لئے ایسی پھرتی کا مظاہرہ کیا جسے انتہاپسند لوگوں ہی نے نہیں بلکہ اعتدال پسند لوگوں نے بھی مناسب نہ جانا۔ میاں نواز شریف نے یہاں تک کہہ دیا کہ انہیں تو عوام نے بھاری مینڈیٹ دیا ہی اس لئے ہے کہ بھارت کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کروں۔ انہوں نے عوام اور دانشوروں کو دعوت دی کہ وہ غور کریں کہ پچاس سالہ دشمنی نے پاکستان اور بھارت کو کیا دیا، وہ حساب لگائیں کہ اس دشمنی سے دونوں ممالک نے کیا کھویا اور کیا پایا؟۔ بالالفاظ دیگر وہ پاک بھارت دوستی کے زبردست وکیل بن کر سامنے آئے۔ انہوں نے بھارت کے وزیراعظم اندر کمار گجرال کو انتہائی نفیس انسان قرار دیا لیکن گزشتہ چند روز میں جب دہشت گردی روز کا معمول بن گئی اور حکومت بے بس نظر آنے لگی تو اچانک حکومت نے "یوٹرن" لیا اور کھلم کھلا بھارت کا نام لے کر دہشت گردی کے ان واقعات کا اسے ذمہ دار ٹھرایا اور سلامتی کونسل کے سیکرٹری جنرل کے نام خط میں اس خدشہ کا اظہار بھی کر دیا کہ ہمیں بھارت کی طرف سے مزید متشددانہ کارروائیوں کا خطرہ ہے۔ ہماری رائے میں حکومت کے دونوں رویئے انتہائی غلط، نامعقول اور نامناسب تھے۔ پہلے تعلقات کی بحالی اور آزادانہ تجارت کے لئے اتنی شدید تڑپ اور بے صبری کا مظاہرہ کرنا کہ اسے اپنے بھاری مینڈیٹ کی وجہ جواز قرار دیا گیا۔ جس شخص کی حکومت میں دن رات مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہو اور کشمیریوں پر طلب آزادی کے جرم میں بے مثل مظالم توڑے جا رہے ہوں، ایسے شخص کی نفاست اور مدحت میں رطب اللسان ہونا بذات خود ظلم بھی ہے اور ظلم کا ساتھ دینا بھی!! لیکن یہ سب کچھ شاید اپنی حکومت کے استحکام کے لئے اور امریکی اشیرباد حاصل کرنے کے لئے تھا۔ کیونکہ یہ بات بالکل ظاہر اور واضح ہے کہ امریکہ اس وقت پاک بھارت تعلقات میں بڑا قرب دیکھنا چاہتا ہے لیکن جونہی پے درپے دہشت گردی کے واقعات نے حکمران طبقہ کی کرسی کو ہلا کر رکھ دیا تو سارا الزام بھارت پر تھوپ کر عوام کی نظروں میں معصوم بننے کی کوشش کی گئی۔ بھارت کے ساتھ تعلقات کی نوعیت کیسی ہونی چاہئے اور ہمیں اس کے لئے کیا ہوم ورک کرنا ہو گا اور دہشت گردی کی اس ذبل سواری سے نجات کس طرح ممکن ہو گی؟ ان شاء اللہ ندائے خلاف کے آئندہ شمارے میں اسے موضوع سخن بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

خبرنامہ افغانستان

مخلوط تعلیم کی اسلام اجازت دیتا ہے نہ ہی ہمارا معاشرہ اِس کا متحمل ہے

امیرالمومنین افغانستان کے مشیر مولوی وکیل احمد متوکل نے خواتین کے عالمی دن کے موقع پر بی بی سی کی پشتو سروس کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہم نے خواتین کو وہ تمام حقوق دیئے ہیں جن کی اسلام نے ہمیں اجازت دی ہے۔ ہم اسلام کے تمام احکام کا بغور جائزہ لیتے ہیں لہٰذا دنیا خواہ مخواہ اس کا منفی تاثر لینے کی کوشش نہ کرے۔ افغانستان میں مسلمان بچیاں روایتی طور پر تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور صحت کے شعبوں میں حجاب کے ساتھ مسلمان خواتین کو ضرورت کے تحت اس کی اجازت دی گئی ہے۔ جہاں تک عام مردوں کے ساتھ خواتین کے کام کاج اور دفتروں میں مل جل کر سرکاری امور کی انجام دہی یا مخلوط نظام تعلیم کا تعلق ہے تو ہم اس کام کے روادار نہیں اور نہ ہی اسلام ہمیں اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ موجودہ ملکی حالات اس بات کے محتاج نہیں کہ عورت پائلٹ یا انجینئر بنے۔ اسلام میں مرد اور عورت کے کاموں کا تعین کیا گیا ہے اگر ملکی حالات اور اقتصادی مشکلات حل ہو جائیں تو اسلامی حدود میں ہم مزید انتظامات کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔

تقسیم افغانستان کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا

صوبہ قندوز کی جہادی کونسل کے سربراہ اور گورنر عارف خان نے کہا ہے کہ ان شاء اللہ جلد ہی ملک کے شمالی صوبے باغیوں کے پنجہ استبداد سے نکال لئے جائیں گے اور وطن عزیز کے حصے بخرے کرنے کے خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکیں گے۔ صوبہ قندوز میں طالبان کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ دشمنان کی جانب سے ملک کے حصے بخرے کرنے کی تمام کوششیں اور سازشیں ناکام ہو چکی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ طالبان نے پورے ملک میں شریعت محمدی کے نفاذ کا اٹل فیصلہ کر رکھا ہے اور ان شاء اللہ ہم اس مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ اس لئے کہ ہمارا بھروسہ افرادی قوت اور فوجی طاقت پر نہیں بلکہ تقویٰ اور اللہ کی نصرت پر ہے۔

مغربی میڈیا ہمارے خلاف گھناؤنے پروپیگنڈے میں مصروف ہے

نائب وزیر خارجہ ملا سید محمد حقانی نے گزشتہ روز حکومت فرانس کی جانب سے کابل کے لئے ساز و سامان کے ناظم الامور جین ورنگ سے ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ افغان نائب وزیر خارجہ نے کہا کہ ہمارا ملک گزشتہ دو دہائیوں سے سخت ترین مالی اور اقتصادی پریشانیوں سے دوچار ہے۔ مغربی ممالک اور میڈیا اسلامی امارت کے خلاف گھناؤنے پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ ان کو ڈر ہے کہ ہمارے معاشرے پر ان کا اثر نہ پڑ جائے۔ ملا سید محمد حقانی نے کہا کہ افغانستان اسلامی ملک ہے، انہی اصولوں اور قوانین کے مطابق ہر تکلیف سے بالاتر ہو کر ہم لوگ شرعی قوانین کے قائل ہیں۔ بین الاقوامی اداروں پر لازم ہے کہ وہ اسلامی قوانین کا احترام کریں جو افغان عوام کی دیرینہ آرزو اور تمنا ہے۔ آپ سے ہماری توقعات یہ ہیں کہ آپ غلط فہمیوں کو دور کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔

(بحوالہ ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی ۱۳ تا ۱۹ مارچ)

۲۳/ مارچ کا دن پھر آیا چاہتا ہے!

جاگیرداری اور سرمایہ داری کا خاتمہ اور اسلام کے عادلانہ نظام کا قیام "ہنوز دلی دور است" والی بات ہی ہے

دو قومی نظریہ ہو یا مسلمانوں کی خود مختار قومی ریاست کا قیام' ہر دو کا مطلوب و مقصود اسلامی نظام ہی تھا

—— تحریر: نعیم اختر عدنان ——

سیکولرزم اور نیشنلزم کا نعرہ آج کی دنیا کا مقبول ترین نعرہ ہے۔ برصغیر میں بھی اسی تصور کو اجاگر کرتے ہوئے یہاں کی ہندو اکثریت نے اسے اپنے "سیاسی دھرم" کے طور پر اختیار کر لیا چنانچہ انڈین نیشنل کانگریس کی طرف سے وطنی قومیت کی بنیاد پر "متحدہ قومیت" کا راگ الاپا جانے لگا۔ موہن داس کرم چند گاندھی کے ساتھ مولانا ابوالکلام آزاد اور بعض اکابر علماء بھی "وطنی قومیت" کی زلف گرہ گیر کے اسیر بن چکے تھے۔ محمد علی جناح جیسا زیرک وکیل بھی ہندو مسلم اتحاد کے سفیر کا کردار ادا کر رہا تھا مگر ایک مرد قلندر کفر و الحاد کے اس سیلاب بلاخیز کے آگے جرأت فکری کا پیکر بن کر نمودار ہوتا ہے اور ببانگ دہل سرزمین کفر اور عالم الحاد کے سامنے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ؎

نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے

وطنی قومیت کے کافرانہ نظریات کی نفی کا عظیم الشان اور گراں قدر فکری و تجدیدی اور احیائی کارنامہ سرانجام دینے والے عظیم مفکر نے مسلمانان ہند کی سیاسی قیادت و رہنمائی کے لئے انگلستان سے محمد علی جناح کو بطور خاص وطن واپس آنے کی پر زور دعوت دی۔

علامہ اقبال بجا طور پر اسلام کے احیاء و تجدید کے علمبردار بھی ہیں اور انہیں مسلمانوں کے عروج ثانی کے مبشر و نقیب کا منفرد اعزاز بھی حاصل ہے۔ علامہ اقبال نے مسلمانان ہند کو اپنے جداگانہ قومی تشخص کا بھرپور طریقے سے احساس دلایا۔ ۱۹۳۰ء میں الہ آباد کے مقام پر دیئے جانے والے علامہ کے مشہور تاریخی خطبے کو اسی منزل اور نصب العین کے چارٹر کی حیثیت حاصل ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے صدارتی خطبے میں پہلی بار ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک الگ "قومی ریاست" کے قیام کی صرف تجویز ہی نہیں دی بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کی منزل کی نشاندہی بھی کر دی۔ علامہ محض ایک سیاسی مفکر ہی نہیں تھے بلکہ ان کے قلب و ذہن میں اسلام کو ایک زندہ قوت اور متحرک دین کی حیثیت حاصل تھی۔

علامہ اقبال نے آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں روایتی انداز فکر اور معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی بجائے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ "جس شخص کو آپ لوگوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کے اعزاز سے نوازا ہے وہ اب بھی اسلام کو ایک طاقت سمجھتا ہے... اسلام چند عقائد کا مجموعہ نہیں بلکہ مکمل ضابطہ حیات ہے' مذہب کو فرد اور ریاست کی زندگی میں بڑی اہمیت حاصل ہے.... اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں (برصغیر) اسلام بحیثیت ایک تمدنی قوت کے زندہ رہے تو اس مقصد کے لئے ہمیں الگ مرکز قائم کرنا ہو گا.... مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ شمال مغربی ہندوستان میں بالآخر مسلمانوں کی ایک منظم اسلامی ریاست قائم ہو کر رہے گی۔

بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

علامہ اقبال کے انہی پاکیزہ افکار کی بنیاد پر عوام و خواص نے انہیں مفکر پاکستان کا لقب عطا کیا تو ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ جیسے عظیم قرآنی مفکر نے علامہ کے لئے مبشر پاکستان کے لقب کا گرانقدر اضافہ کیا۔ ۱۹۳۰ء میں الہ آباد کے تاریخی خطبہ کے آٹھ سال بعد ۶/ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو سندھ اسمبلی نے اپنے اجلاس میں مسلمانان ہند کی آزادی کی قرارداد پاس کر دی جبکہ ۱۹۳۹ء میں برصغیر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت مسلم لیگ نے قائد اعظم کی صدارت میں آئینی تجاویز پر غور و فکر کے لئے ایک کمیٹی قائم کی' جس نے طویل سوچ بچار کے بعد ایک قرارداد مرتب کی' جسے قرارداد لاہور کا نام دیا گیا۔ لاہور میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس (جلسہ عام) منعقدہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو منٹو پارک (اقبال پارک) میں شیر بنگال (مولوی فضل الحق) نے ایک تاریخی قرارداد پیش کی۔ چوہدری خلیق الزمان نے اس قرارداد کی بھرپور تائید کی جبکہ بیگم مولانا محمد علی جوہر نے اس موقع پر اپنے خطاب میں "پاکستان" کا لفظ بھی استعمال کیا' قرارداد لاہور میں باقاعدہ طور پر (اب قرارداد پاکستان) دو مسلمان ریاستوں کے قیام کا مطالبہ کیا گیا۔ نہرو اور گاندھی نے دو قومی نظریئے کو جھوٹ اور ہندوستان کی تقسیم کو انہونا مطالبہ قرار دیا۔ ہندو رہنماؤں اور ہندو پریس نے دو قومی نظریئے اور الگ مسلم ریاست کے مطالبے کے خلاف طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا جس کے جواب میں مسلمانان ہند اپنے پیش نظر نصب العین کے حصول کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے ہمہ تن آمادہ ہو گئے۔ "بٹ کے رہے گا ہندوستان' لے کے رہیں گے پاکستان" مسلمانوں کا مقبول ترین نعرہ بن گیا۔ مسلم لیگ کی لاہور میں منظور کردہ قرارداد میں واضح طور پر کہا گیا کہ "مسلمان ایک ایسے اسلامی معاشرے کا قیام چاہتے ہیں جس میں اسلامی عدل' اسلامی مساوات اور اسلامی اصولوں کو رواج دیا جا سکے"۔ گویا دو قومی نظریہ ہو یا مسلمانوں کی آزاد و خود مختار قومی ریاست کا قیام' دونوں کا مطلوب و مقصود "اسلامی نظام" کا قیام ہی تھا۔ اسی لئے "پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الا اللہ!" کا نعرہ خواص و عوام میں یکساں طور پر مقبول ہوا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو منظور ہونے والی قرارداد لاہور نے ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو قیام پاکستان کی صورت میں حقیقت واقعہ کا روپ دھار لیا۔ یوں دنیا کے نقشے پر مسلمانوں کی سب سے بڑی مملکت ظہور پذیر ہو گئی۔ پاکستان کے قیام کے ابتدائی دو سالوں کے اندر اندر ملک کی دستور ساز اسمبلی نے "قرارداد مقاصد" کے نام سے ایک تاریخی دستاویز منظور کر کے پاکستان کو آئینی طور پر اسلامی ملک بنا دیا مگر عالم کفر اور اس کے "وفادار" کاسہ لیسوں کو پاکستان کو آئینی طور پر اسلامی ملک بنانے کا اعلان پسند نہ آیا اور انہوں نے ؎

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

کے مصداق مملکت خداداد پاکستان کو اسلامی جامہ زیب تن کرنے سے روکنے کا عزم کر لیا۔ ایوب خان نے نظریہ پاکستان کی تکمیل کی بجائے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قالب سے "اسلام" کے غازے کو بھی اتار پھینکنے کی

حرم کے مسافروں کے نام... ایک پیغام اور ایک ہدیہ

بانی ندائے خلافت جناب اقتدار احمد (مرحوم) کی ایک یادگار تحریر

"آپ حضرات سفرحج پر روانہ ہونے والے ہیں۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ حج مبرور کی توفیق عطا فرمائے۔ حج مبرور وہ حج ہے کہ جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین اعمال ایسے ہیں کہ جن سے سابقہ زندگی کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پہلا عمل کفر سے اسلام میں داخل ہونا ہے یعنی پہلے کافر تھا اب مسلمان ہو گیا' اس سے سابقہ زندگی کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دوسرا عمل اللہ کے لئے ہجرت ہے یعنی اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے گھربار' وطن اور اہل و عیال کو چھوڑ دینا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم پر اپنے گھربار اور اہل و عیال کو مکہ کے درندہ صفت انسانوں کے حوالے کر کے مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔ انہیں بخوبی علم تھا کہ مکہ والے ان کے بیوی بچوں کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ آخر وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا کہ مکہ والوں نے ان کے مال و اسباب اور گھروں کو لوٹ لیا۔ تیسرا عمل جس سے زندگی کے سب سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں' وہ حج مبرور ہے یعنی وہ حج جو کہ اللہ کے یہاں قبول ہو جائے۔ اس حج مبرور میں شرط یہ ہے کہ آپ کی نیت درست ہو اس میں ریاکاری نہ ہو' سفر حج اور دوسری ضروریات میں جو روپیہ خرچ ہو رہا ہو وہ جائز ذرائع سے کمایا گیا ہو اور آئندہ کے لئے عزم مصمم کر لیں کہ آپ کی کمائی میں کبھی کوئی حرام پیسہ شامل نہ ہو۔ اپنے سابقہ اعمال پر اللہ سے توبہ کریں اور اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کریں۔ آپ توبہ اس طرح کریں کہ اپنے پچھلے گناہوں پر نادم ہوں اور آئندہ کے لئے مضبوط ارادہ کریں کہ کوئی گناہ نہیں کروں گا' تو اللہ تعالیٰ آپ کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیں گے۔ لوگوں کے جو حقوق غصب کئے ہیں ان کو ان کا حق لوٹا دیں اور جن جن کے حقوق آپ کے ذمے ہوں' ان کو ادا کر دیں۔ بہنوں کی اگر میراث وصول کر لی گئی ہے تو انہیں واپس کرنے کی فکر کریں اور آخری شرط یہ ہے کہ ﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ﴾ یہ پورا سفر' سفرحج آپ کا اس شان سے گزرے کہ اس میں کوئی معصیت یا گناہ نہ کیا ہو' کسی سے جھگڑا نہ کیا ہو' کسی کی دل آزاری نہ کی ہو' کسی سے تلخ کلامی نہ کی ہو۔ اپنے حقوق سے دستبرداری کے لئے تیار ہوں اور دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے کوشاں رہیں۔ حج کے ارکان میں سے آپ جس رکن کو بھی ادا کر رہے ہوں' پورے ادب و احترام سے کریں اور معلمین حضرات کے رویہ سے بددل نہ ہوں کہ یہ لوگ تو کاروباری حضرات ہیں اور جو کچھ کاروباری حضرات میں ہوتا ہے وہ سب کچھ یہاں بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اُن کے افعال و اعمال سے صرف نظر کریں۔ اس سے آپ کی زندگیوں میں ایک انقلاب برپا ہو گا' ہر ایک اللہ کے دین کا سپاہی بن جائے گا اور ہر ایک سمجھے گا کہ یہ دین میرے پاس ایک امانت ہے اور اسے تمام انسانوں تک پہنچانا میری ذمہ داری ہے۔ اس سے آپ کی زندگی کی بھاگ دوڑ بدل جائے گی"۔

کوشش کی تو یحییٰ خان جیسے "سپوت" نے میر جعفر اور میر صادق جیسے ننگ ملت' ننگ وطن اور ننگ مذہب بدکرداروں سے مل کر مملکت خداداد پاکستان کو دولخت کر کے اندرا گاندھی کو "ہندو ذہنیت" کی اصلیت ظاہر کرنے کا موقع فراہم کر دیا کہ وہ سقوط ڈھاکہ کی شرمناک اور ذلت آمیز شکست کے اندوہناک اور دلخراش موقع پر یہ کہہ سکے کہ "ہم نے برصغیر کے مسلمانوں سے اپنی ہزار سالہ شکست کا بدلہ لے لیا ہے" اور یہ کہ "ہم نے دو قومی نظریئے کو خلیج بنگال میں پھینک دیا ہے"۔

اپنے آپ کو قائد عوام اور فخر ایشیا کہلوانے والے بھٹو نے "اسلام ہمارا دین ہے" کا نعرہ اپنی پارٹی کے بنیادی اہداف میں ضرور شامل کئے رکھا مگر سوائے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے 'اسلام کی جانب کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔ البتہ پہلی دفعہ سرکاری سطح پر "سنی دینیات" اور "شیعہ دینیات" کے نام سے الگ الگ نصاب رائج کر کے پہلے سے مختلف گروہوں میں منقسم ملت اسلامیہ پاکستان کی مذہبی تفرقہ بازی کو مزید گہرا تر اور پختہ تر کرنے کی راہ ہموار کر دی۔ ضیاء الحق نے نادان گڈریئے کی طرح "شیر آیا شیر آیا" کی طرح "اسلام آیا کہ آیا" کا نعرہ مستانہ استقامت اور دیدہ دلیری کے ساتھ مسلسل گیارہ سال تک بلند کئے رکھا مگر سوائے قرارداد مقاصد کو دستور کا (نیم دلی کے ساتھ) حصہ بنانے اور "پابند سلاسل" وفاقی شرعی عدالت کے قیام کے' ان کے نامہ حیات میں اسلام کی کوئی خدمت نظر نہیں آتی۔ چاروں صوبوں کی زنجیر' دختر مشرق اور زوجہ آصف زرداری بے نظیر صاحبہ سے "تسبیح بدست" ہونے کے علاوہ اسلام کے حوالے سے کسی قسم کی توقع کرنا ہی ع "کہتے ہیں جس کو عشق' خلل ہے دماغ کا" کے مترادف ہے۔ نواز شریف کو بھی خدا نے دو دفعہ اقتدار سے نوازا۔ ان کا پہلا دور تو کسی قسم کی "نتیجہ خیزی" سے خالی نظر آتا ہی ہے اب دوسرے دور کا پہلا سال بھی خیر سے مکمل ہو چکا ہے مگر "موکد و مکرر" وعدوں کے باوجود سودی نظام کے خاتمے کی خوشخبری ہنوز پردۂ غیب ہی کی شے ہے۔ ملک میں رائج بدترین اور مکروہ ترین جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام کے خاتمے اور اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ و قیام کی پیش رفت ابھی "ہنوز دلی دور است" ہی کا مصداق ہے۔ دو قومی نظریئے کی بنیاد پر اور اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے قائم ہونے والا ملک اگرچہ اپنی "گولڈن جوبلی" بھی منا چکا ہے مگر اس ملک کا چپہ چپہ اور رواں رواں یہودی استعمار کے ساختہ و پرداختہ عالمی مالیاتی اداروں کا "غلام اور باج گزار" بن کر اپنی آزادی و خود مختاری سے بھی محروم ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ "کشکول توڑنے" اور "قرض اتارو" جیسے خوشنما نعرے لگانے والے حکمرانوں نے قومی وسائل اور قومی اداروں کو "چوراں دے کپڑے تے ڈانگاں دے گز" کے اصول کے تحت ملکی مفاد کو ملٹی نیشنلز کمپنیوں کی قربان گاہ پر نج کاری کی "نذر و نیاز" سمجھ قربان کر دیا ہے۔ بقول مظفر وارثی

کشکول ہم نے توڑ کر پھر کیوں اٹھا لیا
دشمن ہی کیوں ہمارا مددگار ہے ابھی
بھارت سے اتنا شوق تجارت ہے کس لئے
کشمیر میں وہ برسرپیکار ہے ابھی
ہندو بلائے جانے لگے ہیں بسنت پر
کیا غیرت اپنی اتنی ہی مردار ہے ابھی
کیوں کرگسوں کا دوست ہے' شاہین کا نہیں
اللہ کا وہ شیر ہے قالین کا نہیں

غرض ہر کسی نے پاکستان کو "لوٹ کا مال" قرار دے کر اسے خود بھی لوٹا اور اپنے آقاؤں کے لئے بھی اسے "سویٹ ڈش" کے طور پر پیش کئے رکھا۔ رہا پاکستان کے قیام کا مقصد اصلی اور اس کی تکمیل کا "جنجال" تو اس حوالے سے

پاکستان کا وجود تماش بینوں کے درمیان گھری ہوئی "طوائف" سے مشابہت رکھتا ہے۔ پاکستان کو اب بے لنگر کا جہاز کہنا بھی درست معلوم نہیں ہوتا بلکہ اسے زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑی ہوئی "خود فراموش و بے ہوش" قوم قرار دیا جائے تو قطعاً غلط نہ ہوگا۔

۲۳/مارچ کا دن پھر آنے والا ہے۔ دو قومی نظریئے پر دھواں دار تقریریں ہوں گی' طولانی مضامین لکھے اور شائع کئے جائیں گے' ملک کی نظریاتی اساس شدید خطرات سے دوچار ہے؟ یہ راگنی بھی الاپی جاتی رہے گی' مگر ۲۳ مارچ کے بعد پھر "وہی بے ڈھنگی چال جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے" کا رویہ میدان سیاست کے شتر مرغوں کا ہوگا' مذہبی بیربل اور ملا دو پیازہ اور شیخ چلی قسم کے وزیر و مشیر بھی حسب عادت سرگرم عمل رہیں گے اور میدان صحافت کے بہروپیے بھی اپنا مکروہ کھیل کھیلتے رہیں گے... یہ کھیل کب اور کیسے ختم ہوگا؟ قرآن و سنت کی حکمرانی کیسے قائم ہوگی' اسلام کا نظام عدل اجتماعی' جو انسانی حریت' انسانی اخوت اور مساوات کے معتدل اور متوازن مجموعے کا نام ہے' کب نافذ ہوگا؟ یہ اور ایسے ہی کئی اور سوالات میرے قلب و ذہن میں ابھی موجود ہیں مگر اس وقت میں صرف اتنی سی گزارش کرنا چاہوں گا کہ پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنانے کے لئے دین و ملت کے بہی خواہوں کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر اپنا سب کچھ اسلام کی سربلندی اور وطن عزیز کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے قربان کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ

مقام بندگی دیگر مقام عاشقی دیگر
ز نوری سجدہ می خواہی' ز خاکی بیش ازاں خواہی
چناں خود را نگہداری' کہ با ایں بے نیازی ہا!
شہادت بر وجود خود' زخون دوستاں خواہی

اور

بیا تا کار ایں امت بسازیم
قمار زندگی مردانہ بازیم
چناں نالیم اندر مسجد شہر
دلے در سینہ ملا گدازیم

وگرنہ ہماری حالت بقول اقبال کچھ اس طرح ہوگی کہ

کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید!

ہم بھی مُنہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ داڑھی پر تنقید کرنیوالی نے عوامی اتحاد کی قیادت داڑھی والے کو سونپ دی۔ (مشاہد حسین)
✪ "شاہ جی جان دیو"۔ کہیں صدر صاحب ناراض نہ ہو جائیں۔
☆ بے نظیر نے بھی جسٹس رفیق تارڑ کی علمیت اور دیانت کو سراہا۔
✪ فضیلت وہ جس کی گواہی دشمن بھی دے۔
☆ نئے بھارتی وزیر اعظم سے ملنا چاہوں گا۔ (نواز شریف)
✪ ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے
☆ کالاباغ ڈیم نہیں بننے دیں گے۔ (بیگم نسیم ولی خان)
✪ "سرخ بھونڈ" زندہ باد
☆ آصف زرداری بہادر آدمی ہیں۔ (بے نظیر)
✪ من تراحاجی بگویم.... وریں چہ شک!
☆ یہ ملک انقلاب کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ (ڈاکٹر طاہر القادری)
✪ "انگور کھٹے ہیں"۔
☆ پنجاب میں موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی میں ایک ماہ کی توسیع۔ (ایک خبر)
✪ اسے کہتے ہیں "سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد"۔
☆ جماعت اسلامی بجلی مہنگی کرنے پر حکومت کے خلاف تحریک چلائے گی۔ (قاضی حسین احمد)
✪ "نیک کام' نیک انجام"۔
☆ ۹۸ء نواز شریف کی رخصتی کا سال ہے۔ (بے نظیر)
✪ مگر یہ رخصتی کس کے ساتھ ہوگی' محترمہ یہ بھی تو بتائیں نا!
☆ گزشتہ ہفتے بے وقوفوں کی عالمی کانفرنس دہلی میں منعقد ہوئی۔ (ایک خبر)
✪ "سلامتی کونسل" کے ہوتے ہوئے اس کانفرنس کی آخر کیا ضرورت تھی!
☆ بے نظیر نے بجلی مہنگی کرنے کی بنیاد رکھی۔ (وفاقی وزیر تجارت اسحاق ڈار)
✪ جبکہ ہم اس پر عظیم الشان محل تعمیر کرنے کی "سعادت" حاصل کر رہے ہیں۔
☆ بے نظیر اور نواز شریف خود کرسیوں پر جبکہ ہمیں چٹائیوں پر بٹھانا چاہتے ہیں۔ (اکبر بگٹی)
✪ بلوچ سردار کی بے بسی کا کسی کو تو مداوا کرنا چاہئے۔
☆ جس کے پاس جتنے زیادہ پیسے ہیں' وہ اتنا بڑا سیاست دان ہے۔ (جسٹس (ر) سجاد علی شاہ)
✪ اس لئے کہ "جتنا برا' اتنا بڑا"
☆ پریس والے پوچھتے ہیں "مولویوں" سے اتحاد کی کیا ضرورت تھی۔ (فیصل صالح حیات)
✪ ضرورت کے وقت کسی کو بھی "باپ" بنایا جا سکتا ہے۔

تنظیم اسلامی کا ایک وفد عنقریب افغانستان کا دورہ کرے گا

تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے دو روزہ اجلاس منعقدہ قرآن اکیڈمی میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ حلقہ سرحد کے امیر جناب میجر (ر) فتح محمد کی قیادت میں تنظیم اسلامی کا نمائندہ وفد افغانستان کا معلوماتی و مطالعاتی دورہ کرے گا۔ وفد طالبان حکومت کے سربراہ ملا عمر سے بھی ملاقات کرے گا اور انہیں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا خصوصی پیغام پہنچائے گا۔

انتقال پر ملال

تنظیم اسلامی گجرات کے رفیق نعیم اشرف بٹ کے والد صاحب گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ رفقاء تنظیم اور قارئین ندائے خلافت سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

کالا باغ ڈیم کی تعمیر ناگزیر قومی ضرورت ہے!

تحریر: محمد سمیع، کراچی

گورنر سندھ جنرل (ر) معین الدین حیدر نے کہا ہے کہ میں نے ایم کیو ایم اور سندھی رہنماؤں سے کہہ دیا ہے کہ کالا باغ ڈیم ملکی مفاد میں ہے۔ اس کی تعمیر سے ملک کے بہت سے مسائل حل ہوں گے۔ اگر آپ کو حق تلفی کے خدشات ہیں تو حکومت سے آئینی تحفظ لے لیں۔ اپنی گارنٹیوں کو آئین میں درج کروا دیں۔

جب مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) پاکستان کا حصہ تھا، تو اس زمانے میں ہماری حکومت کا موقف فرخا بیراج کے بارے میں جو ہندوستان اپنے ہاں تعمیر کرنا چاہتا تھا، یہ تھا کہ اس کی تعمیر کے نتیجے میں پاکستان کا مشرقی بازو صحرا میں تبدیل ہو جائے گا۔ کچھ یہی موقف سندھی سیاستدانوں نے کالا باغ ڈیم کے بارے میں اختیار کر رکھا ہے اور ولی خان کا یہ بیان تو ریکارڈ پر موجود ہے کہ اگر کالا باغ ڈیم تعمیر کیا گیا تو اسے بم سے اڑا دیا جائے گا۔ ایک جانب ہمارے دو صوبوں کے سیاستدانوں کا کالا باغ ڈیم کے بارے میں یہ رویہ ہے تو دوسری جانب ملکی و بین الاقوامی ماہرین کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو ملکی معیشت کے لئے ناگزیر قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ گزشتہ 23 سال کے دوران نیا ڈیم نہ بننے کی وجہ سے آبی وسائل میں مسلسل کمی کے باعث زرعی پیداوار میں کمی ہوئی۔ تھرمل پاور زرعی استعمال کے لئے بے حد مہنگی ہے، تھرمل پاور پر انحصار قومی خودکشی کے مترادف ہوگا۔ عالمی شہرت یافتہ ماہر حسام الدین بنگش کا کہنا ہے کہ چشمہ کے مقام پر ذخیرۂ آب کا قیام بے حد ضروری ہے۔ سندھ میں بھی دوسرا ذخیرۂ آب بنایا جا سکتا ہے۔ کالا باغ اور بھاشا کے مقامات پر ذخیرۂ آب فوری بن سکتے ہیں۔ یہاں ڈیم موجودہ نسل کے لئے ناگزیر ہے۔ آبی وسائل کی ترقی کی کونسل کے چیئرمین میجر جنرل (ر) فضل رازق کا کہنا ہے کہ 1992ء میں پاکستان میں واپڈا کالا باغ ڈیم تیار کر لیتا لیکن واپڈا کا کام روک دیا گیا۔ 15 ملین ایکڑ فٹ آبی ذخائر میں سے 20 فیصد ضائع ہو چکے ہیں جس کے نتیجہ میں ہم 3.5 ملین ٹن خوراک درآمد کرنے پر مجبور ہیں۔ واپڈا کے سابق چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل (ر) غلام صفدر بٹ نے کہا کہ ہائیڈرو پاور کے بغیر صارفین کو بجلی سستے داموں دستیاب ہو سکے گی۔ یہ اور اس قسم کے دیگر بیانات کالا باغ ڈیم کے ناگزیر ہونے کے بارے میں قومی پریس میں شائع ہوتے رہتے ہیں جبکہ گورنر سندھ کا بیان آپ نے مضمون کے شروع میں ملاحظہ کر ہی لیا ہے۔ وقت کا اہم ترین تقاضا یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے مثبت اور منفی اثرات پر حکومتی سطح پر ڈائیلاگ شروع کیا جائے جس میں ہر دو فریق (کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے مخالف اور اس کے موافق) کو اس ڈائیلاگ میں حصہ لینے پر آمادہ کیا جائے تاکہ اس ڈائیلاگ کے نتیجے میں اس کے بارے میں حتمی فیصلہ قومی سطح پر کیا جائے۔ محض بیانات سے تو مسئلہ حل ہونے سے رہا۔ سیاستدانوں کے کرتوتوں کی بناء پر عوام کی ایک عظیم اکثریت کا اعتماد ان پر سے اٹھتا چلا جا رہا ہے۔ حکومت اور اپوزیشن میں شامل سیاستدانوں کے لئے کالا باغ ڈیم کے بارے میں قومی اتفاق رائے کے حصول کی کوشش ایک سنہرا موقع ہوگا۔

کالا باغ ڈیم کے تعمیر کے کھٹائی میں پڑے رہنے کے نتیجے میں میجر جنرل (ر) فضل رازق کے مطابق ہم دریائے سندھ کا بہت سا پانی استعمال کئے بغیر سمندر میں گرا رہے ہیں۔ سیاسی مجبوریوں کی بھینٹ چڑھنے والے عوام کی دوہری بدقسمتی یہ ہے کہ ایک تو انہیں تھرمل پاور کے استعمال کی بناء پر بھاری قیمت پر بجلی حاصل کرنا پڑ رہی ہے جس میں گاہے بگاہے آئی ایم ایف کے دباؤ پر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ دوسری جانب بجلی سپلائی کرنے والے اداروں کی نااہلیوں کی بنا پر قومی خزانے کے خسارے کا بوجھ بھی نت نئے ٹیکسوں کی صورت میں برداشت کرنا پڑتا ہے۔ حال ہی میں کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن (KESC) کے نادہندگان کے بارے میں شائع ہونے والی خبروں کے مطابق دو ارب دس کروڑ 35 لاکھ 81 ہزار 339 روپے مختلف اداروں کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ ان اداروں میں قومی بینکوں سمیت نجی ادارے حتیٰ کہ انجمن ترقی اردو جیسے ادارے بھی شامل ہیں۔ یہ تو وہ رقم ہے جو ریکارڈ پر موجود ہے، ہمارے ملک میں بجلی کی چوری جس قدر عام ہو چکی ہے اس کے نتیجے میں ہی ہونے والے خسارے کا اندازہ لگانا تقریباً ناممکن ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نج کاری کمیشن نے KESC اور واپڈا کے ڈسٹری بیوشن سیکٹر 8 ایریا الیکٹرسٹی بورڈ نجی شعبہ کے حوالے کرنے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ نج کاری کمیشن نے اخباری خبروں کے مطابق یونین بینک آف سوئٹزرلینڈ (یو بی ایس) کو KESC کی نجکاری کے لئے فنانشل ایڈوائزر مقرر کر دیا ہے۔ فنانشل ایڈوائزر کا انتخاب ورلڈ بینک کے مقرر کردہ معیار کے مطابق کیا گیا ہے۔ یونین بینک آف سوئٹزرلینڈ دنیا کا دوسرا بڑا بینک ہے جس کے اثاثوں کی مالیت 590 بلین امریکی ڈالر ہے اور اس بینک کو یوٹیلیٹی اور پاور کے شعبوں میں مختلف ممالک میں کام کا خصوصی تجربہ ہے۔

کہا جا رہا ہے کہ توانائی سے متعلق دیگر سرکاری یونٹس کی نجکاری کا پروگرام بھی آخری مراحل میں ہے۔ اس کے تحت توقع کی جاتی ہے کہ ملک میں توانائی کی کمی اور دیگر متعلقہ دیرینہ مسائل حل ہو جائیں گے۔ اس کے نتیجے میں سرکاری کنٹرول کا ارتکاز ختم ہو جائے گا اور نجی شعبے میں بجلی کی پیداوار، ٹرانسمشن اور تقسیم کے الگ الگ یونٹ قائم ہوں گے جس سے نہ صرف مقابلے کی فضا پیدا ہو گی بلکہ صارفین کو بہتر سروس بھی ملے گی۔ اللہ کرے کہ یہ توقعات پوری ہو جائیں تاہم جب تک کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا، اس کی امید نظر نہیں آتی۔ کالا باغ ڈیم کا مسئلہ ان قومی مسائل میں شامل ہو گیا ہے جن کو طالع آزما سیاستدانوں نے لاینحل بنا دیا ہے۔

ایک دلچسپ تجویز

حکومت کا کہنا ہے کہ ہمیں اپنے قومی اثاثے اس لئے فروخت کرنے پڑ رہے ہیں تاکہ قرضوں اور سود کی ادائیگی کی جا سکے، حکومتی اداروں کی نااہلی سے چھٹکارا حاصل ہو اور ملک تیزی سے ترقی کرے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر سب کچھ بیچ کر بھی قرضے نہ اتار سکے تو کیا بنے گا؟ کیونکہ ابھی تک کسی نے یہ نہیں بتایا کہ تمام اثاثے فروخت کرنے کے بعد صورتحال کیا ہو گی! بلکہ ابھی تو مزید قرضے لئے جا رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ منحوس چکر کبھی ختم نہیں ہو گا، لہٰذا کیوں نہ بین الاقوامی ٹینڈر کے ذریعے حکومت ہی کچھ عرصے کے لئے کسی ایسے قابل اعتماد گروہ کو ٹھیکے پر دے دی جائے جو اس بات کی ضمانت دے کہ ملک کو وزیروں، مشیروں اور بیوروکریسی سے نجات دلا کر ایک خاص مدت کے اندر اندر ملک کی لوٹی ہوئی دولت واپس لائے گا اور تمام قرضے وغیرہ اتار کر آئندہ کے لئے ایک اہل، صاف ستھری اور دیانت دار انتظامیہ فراہم کر دے گا۔

(عثمان احمد، لاہور۔ ڈان ۲ فروری ۱۹۹۸ء)

"چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب"

قرآن سے ہم کیوں غافل ہیں؟

—— تحریر : نجیب صدیقی' کراچی ——

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ وہ کہتا ہے کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت ہم جس ڈگر پر چل رہے ہیں وہ ہماری آزاد مرضی ہے اس سے دست بردار ہونا پڑے گا' یہ ہمارے لئے ممکن نہیں۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ اس کا فرمان ہے کہ اے مومن مردوں کی بیویو! پردہ اختیار کرو' اپنے ستر کو چھپاؤ اور اپنی اوڑھنیاں نیچی کر لو' بن سنور کر باہر نہ نکلو۔ اس روشن دور میں یہ کیسے ممکن ہے' پھر تو ہمیں لوگ بنیاد پرستی کا طعنہ دیں گے۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ وہ کہتا ہے کہ عدل کرو۔ یہ تقویٰ کا تقاضا ہے۔ یہ کڑوی گولی ہم کسی سطح پر نگلنے کو تیار نہیں۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ وہ کہتا ہے کہ اے ایمان والو! نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو۔ اس معاشرے میں یہ کام اتنا کٹھن ہے جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ہم جیسے کمزوروں کے لئے یہ کیسے ممکن ہے۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ وہ واضح الفاظ میں کہتا ہے کہ اے ایمان والو' یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے انہیں صرف اپنا دوست ہی نہیں بلکہ آقا بنا رکھا ہے اور ان کی گرفت میں ہم پوری طرح آچکے ہیں۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ اس میں تحریر ہے کہ اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ ہماری پوری زندگی اسراف میں ڈوبی ہے خاص کر شادی بیاہ کی رسموں میں اسراف کا عروج نظر آتا ہے۔ بیگمات کو کیسے ناراض کریں؟

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ اس کی زبان بہت مشکل ہے حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ "ہم نے اس کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے سمجھنے والا"۔ ہم نے دیگر زبانوں کو حاصل کرنے کے لئے اپنی نصف زندگی خرچ کر دی ہے مگر قرآن کی زبان سمجھنے کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ وہ متوجہ کرتا ہے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ان کا حساب قریب آن لگا ہے اور وہ غفلت سے سو رہے ہیں۔ آنکھ بند کرنے سے خطرہ ٹلتا نہیں ہے۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ وہ متوجہ کرتا ہے کہ قیامت تو آنکھ کا ایک جھپکا ہے یا اس سے زیادہ قریب۔ یہ بات ہمارے سکون کو درہم برہم کرتی ہے جب آئے گی دیکھا جائے گا۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ قرآن نے دو ٹوک انداز میں فرما دیا ہے کہ کوئی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ہم نے جو چڑھاوے اور نیازیں دی ہیں کیا یہ سب رائیگاں جائیں گی' ایسا کیسے ممکن ہے؟

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ اس کے پڑھنے سے ہمارے کیریئر میں کوئی مدد نہیں ملتی' اس کا سرٹیفکیٹ ملازمت کے حصول میں مددگار نہیں ہوتا' ملازمت کیلئے انٹرویو میں یہ بات نہیں پوچھی جاتی کہ تم نے قرآن سمجھ کر پڑھا ہے کہ نہیں۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ اِس کا حکم ہے کہ اے ایمان والو! "اللہ کی رسی یعنی قرآن مجید کو مل جل کر مضبوطی سے پکڑو"۔ یہ کام تو سب سے پہلے علماء کا ہے جب وہ خود متفرق ہیں تو ہم کس گنتی میں آتے ہیں۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے کہ اے نبیؐ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے۔ اس معاشرے میں ہر شخص اپنی خواہش نفس پر چلتا ہے۔ خدا کے حکم کے مقابلے میں جب نفس حکم دیتا ہے تو وہ نفس کے حکم کو مان لیتا ہے اور خدا کے حکم کو نظرانداز کر دیتا

ہے۔ ہر سطح پر خدا کے حکم کو پائی پاس کیا جاتا ہے گویا
اس معاشرے کا ہر شخص خدا بن بیٹھا ہے۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے ک
اس میں لکھا ہے کہ تم تین ہوتے ہو تو چوتھا میں ہو
ہوں' اس سے کم یا زیادہ جہاں کہیں بھی ہو میں موجو
ہوتا ہوں۔ اگر یہ تصور غالب ہو جائے تو کسی قسم ک
حکم عدولی ممکن نہیں۔ اِس سے غفلت کا نتیجہ ہے ک
ہم وہ کچھ کرتے ہیں جو ہمارا نفس چاہتا ہے۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے ک
اس میں تحریر ہے کہ اللہ اس شخص کو راہ دکھاتا ہے ج
اس کی طرف رجوع کرے۔ ہمارا تصور یہ ہے کہ ابھ
بہت دن پڑے ہیں' بڑھاپے میں' راہ دیکھ لیں گے۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے
وہ کہتا ہے کہ اللہ اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو خ
اپنی حالت بدلنے کے لئے تیار نہ ہو۔ قوموں کی حال
بدلنے کی بات تو بہت آگے کی ہے۔ ہم انفرادی طو
بدلنے کو تیار نہیں۔

○ قرآن سمجھ کر پڑھنا ہم اس لئے نہیں چاہتے
اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ان کے پاس دل ہ
مگر اس سے سمجھ کا کام نہیں لیتے' ان کے پاس آنکھی
ہیں مگر اس سے دیکھتے نہیں' ان کے پاس کان ہیں
اس سے سنتے نہیں' یہ چوپائے جیسے ہیں بلکہ ان
بھی گئے گزرے۔

دل' آنکھ' کان کو ہم دنیا کے لئے استعمال کر
ہیں' جس مقصد کے لئے یہ ودیعت کئے گئے ہیں ا
سے ہم نے منہ موڑ لیا ہے جیسے چوپائے ہیں گویا انسا
غلاظت بنانے کی مشین بن گیا ہے۔ ○○

سیالکوٹ میں مقامی تنظیم کا قیام

تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر ڈاکٹر عبدالخالق نے
حلقہ کی سفارش پر مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ
فروری ۹۸ء میں مشورہ کے بعد "اُسرہ سیالکوٹ" کو م
تنظیم کا درجہ دے جناب شمس العارفین کو تنظیم اس
سیالکوٹ کے امیر کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

بقیہ : نقطہ نظر

۱۰) مقامی زکوٰۃ اور صدقات جمع کر کے مقامی مساکی
ضروریات پوری کرنا وغیرہ۔ (اس کے بعد ی
کونسل کی ضرورت نہیں ہوگی۔)

اگر یہ نظام قائم کر دیا جائے تو ملک میں ہر طرف
اور فارغ البالی ہوگی۔ ان شاء اللہ

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل!

ماہ رمضان میں نہایت عمدہ طریقے سے قرآن مجید پڑھنے' سمجھنے اور سننے کی توفیق عطا ہوئی

یہ قلبی واردات کی کہانی ہے جو صرف محسوسات کی زبان ہی سے سمجھی جا سکتی ہے

مسلم سنٹر نیویارک میں دورۂ ترجمہ قرآن کے ایک شریک'

جناب انور خان کے تاثرات

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس سال رمضان المبارک میں مسلمانان نیویارک ایک عجیب وغریب تجربہ وکیفیت سے گزرے۔ انہوں نے دورۂ ترجمہ قرآن کے متعلق سن تو بہت کچھ رکھا تھا مگر بالفعل اس کے انعقاد اور سرور واعجاز سے محروم تھے۔ رمضان المبارک کی آمد سے تقریباً دو ہفتہ قبل رفقاء تنظیم اسلامی نیویارک کے ہفتہ وار اجتماع میں متفقہ طور پر طے پایا کہ اس سال مسلم سنٹر آف نیویارک میں دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد ہونا چاہئے۔ ویسے تو ہر کام مشیت ایزدی ہی کا محتاج ہوتا ہے مگر اس کے وقوع پذیر ہونے کے لئے اہل شوق اور اہل دل ہی درکار ہوتے ہیں۔ برادرم عارف ضیاء صاحب بڑے والہانہ انداز میں اس کے لئے کوشاں ہوئے اور انہوں نے ظاہراً ایک ناممکن کام کو ممکن کر دکھایا۔ چند ہی دنوں میں ان کی مساعی رنگ لائی اور جناب حافظ عاکف سعید رمضان الکریم سے تین چار دن پہلے نیویارک میں تھے۔ اگرچہ ہر کام عجلت میں ہوا مگر خوب ہوا۔ یوں لگتا تھا جیسے رفقاء نیویارک کو جس چیز کا شدت سے انتظار تھا وہ وقوع پذیر ہونے والی ہے۔ ہر کوئی حسب توفیق اس کار خیر میں خلوص دل کے ساتھ جتا ہوا تھا "اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے..."۔

دورۂ ترجمہ قرآن اپنی نوعیت کا ایک منفرد پروگرام ہے' جس ی افادیت اظہر من الشمس ہے۔ اگرچہ رمضان المبارک برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے اور ہر خواص وعام کے لئے حصول بخشش ونجات کا ذریعہ ہے لیکن جو لطف نماز تراویح کا اس طرح ادا کرنے میں آتا ہے' اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ قلبی واردات کی کہانی ہے جو صرف محسوسات کی زبان سے ہی سمجھی جا سکتی ہے' یہ بارگاہ ایزدی میں حاضری کا ایک انوکھا تجربہ تھا' یہ راہروان سلوک قرآنی کے قلوب پر نزول کتاب کا مرحلہ تھا' یہ تسلیم ورضا کا ایک جداگانہ سلیقہ تھا۔ اگرچہ عربی مبین سے پوری طرح واقف نہ ہونا بہت آڑے آیا تاہم لفظ بہ لفظ ترجمہ وتفسیر بہت ہی ممد ومعاون ثابت ہوئے۔ جب حافظ اسد اعوان صاحب دوران نماز قرآن کی قراءت فرماتے تو ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا۔ اللہ عزوجل کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کی مہربانی وعنایت سے مبارک مہینہ میں نہایت عمدہ طریقہ سے قرآن مجید پڑھنے' سمجھنے اور سننے کی توفیق عطا ہوئی۔ میری دلی تمنا ہے کہ جب تک زندگی میں سانس کی ڈوری قائم ہے' وہ رب کریم تمام شرکاء پروگرام اور مجھے اپنی رحمت کاملہ کے طفیل ہر ماہ رمضان میں ایسے ہی نماز تراویح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ع "یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا..."۔

پروگرام کی افادیت کا اندازہ دو باتوں سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

الف) عمومی طور پر تمام مسلمان روئے ارضی پر جملہ انتظامات کے باوجود صرف ایک دفعہ مکمل قرآن حکیم نہایت سرعت کے ساتھ پڑھ اور سن پاتے ہیں مگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تین دفعہ پڑھ اور سن سکے۔ ایک دفعہ حافظ عاکف سعید صاحب قرآن کی آیات تلاوت فرماتے۔ دوسری دفعہ ان کا لفظی ترجمہ وتفسیر بیان فرماتے اور تیسری دفعہ حافظ اسد اعوان' یا' حافظ ڈاکٹر فرید شاہ صاحب نماز کے دوران قراءت فرماتے۔ خود مجھ پر مالک حقیقی کی خصوصی عنایت رہی کہ قرآن کا جو حصہ ایک دن میں پڑھا اور سنا جاتا تھا اس کی تلاوت میں اپنے طور پر بھی ایک دفعہ کر لیتا تھا۔ یوں ذاتی طور پر میں نے قرآن حکیم چار دفعہ مکمل کیا۔ شکر الحمد للہ ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
"دورۂ ترجمہ قرآن!" تیری مہربانی

ب) شرکاء پروگرام کی آراء کی روشنی میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایسے پروگرام احیائے ذوق وشوق مسلمانی اور قرآن فہمی کا نہایت ہی عمدہ اور کارگر سبب بن سکتے ہیں۔ کیا عجب کہ احیائے دین کی دبی ہوئی چنگاری دل مسلم میں دوبارہ سلگ اٹھے اور قرآن حکیم کے انقلابی پیغام پر عمل پیرا ہونے کا موثر پیش خیمہ ثابت ہو۔ قرآن زندہ تو زندہ دلوں پر ہی اثر سکتا ہے کیونکہ بقول اقبال ؎

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

ہو سکتا ہے کہ عرصہ دراز سے پڑے مردہ دلوں کو جلا نصیب ہو اور عظمت رفتہ کی بازیابی کی تڑپ بھی۔ اطاعت ومحبت خداوندی اور محبت رسولؐ کی روحانی چاہت' جذب پیغام قرآنی کی منزلیں طے کرتی ہوئی دین حقیقی کی اس مصنوعی مغلوبیت کو ختم کر کے اسے غالب وقائم کر دکھائے۔ اے الہ العالمین ہمیں اپنے انہی بندوں میں شامل فرمایئے گا۔ آمین۔

یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ جو مصروف زندگی امریکہ میں گزارنی پڑتی ہے' جو تگ و دو معاشی لحاظ سے یہاں کرنی پڑتی ہے اور جو شیطان مردود کی انگیختوں کے خلاف جنگ یہاں کرنی پڑتی ہے' اس کا فہم واندازہ امریکہ سے باہر رہنے والوں کے لئے کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ لیکن اللہ خدائے عزوجل کا بے حد وحساب شکر ہے کہ اس تندی بادِ مخالف کے باوجود بھی صاحب جنوں خواتین وحضرات نے پورے ماہ مبارک میں نہایت ذوق وشوق اور عجز وانکسار کے ساتھ اس عظیم پروگرام میں شمولیت کی اور اونچی اڑان میں محو پرواز رہے۔ روزانہ حاضری کبھی بھی ساٹھ' ستر افراد سے کم نہیں تھی مگر جمعہ ہفتہ اور اتوار کے روز ایک سو پچاس سے لے کر دو سو افراد تک شامل رہے۔ خواتین کے لئے الگ انتظام اور بچوں اور بڑوں کے والہانہ جذب وسرور کی وجہ سے اس نہایت خوبصورت وکشادہ مسجد کے باوجود جگہ کی تنگی کا احساس رہا۔ آئندہ سال ان شاء اللہ انتظامات قبل از وقت اور بہتر بنائے جائیں گے۔

مدرس قرآن جناب حافظ عاکف سعید صاحب نہایت منجھے ہوئے اور سلجھے ہوئے طریقہ سے آغاز تا اختتام ترجمہ وتفسیر بیان فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حیاء' دھیمہ پن اور نہایت عمدہ مذاق مزاح فراوانی سے عطا کیا ہے۔ ماشاء اللہ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" والی بات ان کی سمجھ اور انداز بیان سے جھلکتی پڑ رہی تھی۔ رب العزت انہیں اپنے حبیب پاک کی نظر خاص سے نوازتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا حقیقی وارث بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین "اللہ کرے زور بیاں اور زیادہ..."

آخر میں رب العالمین سے دست بدعا ہوں کہ یا حی یا قیوم' یا قدیر وکریم' یا غفور ورحیم' اپنے ان ناچیز بندوں کے سینے اور دماغ قرآن اور اسلام کے لئے کھول دے۔ ہمیں قرآن پڑھنے' سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرما۔ ہمیں ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ جیسی شخصیات مزید عطا فرما تاکہ تیرے دین حق کی استقامت' اطاعت اور اشاعت' تعلم وتعلیم قرآن کا جو مشن شروع ہو چکا ہے' ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاری وساری رہے۔ بقول اقبال

گر "ما" می "خواہیم" مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

پاکستان میں غربت کا تیزی سے بڑھتا ہوا گراف!

اگر یہ فاقہ کش اٹھ کھڑے ہوئے تو؟

تحریر : عبدالقادر حسن

پاکستان کی برکات سے جب لاہور کے خوشحال شہریوں کو پرانا لاہور تنگ لگنے لگا تو شہر کے ٹاؤن پلانرز نے ان کے لئے سمن آباد کے نام سے ایک آبادی تعمیر کی۔ یہ متوسط طبقہ کی آبادی تھی جو دولت مند شہریوں کے معیار سے کم تر تھی چنانچہ گلبرگ کے نام سے ایک وسیع اور بڑی کوٹھیوں والی آبادی کی بنیاد رکھی گئی جو ایسی کئی نئی آبادیوں کے باوجود آج بھی ایک اعلیٰ درجہ کی آبادی سمجھی جاتی ہے۔ اس آبادی کی زمینوں کی قیمت جو شروع میں ہزاروں میں تھی آج لاکھوں اور کروڑوں میں ہے۔ میں اسی پوش آبادی کے پچھواڑے میں ایک چھوٹے سے مکان میں مقیم ہوں لیکن اس گھر کے راستے کئی کنالوں پر مشتمل کوٹھیوں کے قریب سے گزرتے ہیں۔ ایک ایسے ہی راستے میں گزشتہ ہفتہ کے ایک دن جب سخت سردی اور بادل تھے میں نے مین مارکیٹ میں ایک سو کے لگ بھگ دہاڑی دار مزدوروں کو دیکھا جو ایک قطار میں بیٹھے تھے اور کسی ایسے بڑے آدمی کی راہ دیکھ رہے تھے جو انہیں سخت سردی کی اس شام کو بیوی بچوں کے لئے نان جویں خریدنے کی خاطر مزدوری پر لے جائے۔ جب بھی کوئی گاڑی یہاں رفتار کم کرتی تو ان کے چہروں پر امید کی چمک آ جاتی اور وہ باجماعت اٹھ کھڑے ہوتے۔ اس امید وبیم کے ساتھ کہ خدا جانے کس پر کس کی نظر انتخاب پڑ جائے' لیکن گاڑیاں گزرتی گئیں کسی نے بھی ان مزدوروں کی طرف اشارہ تک نہ کیا اور نہ ہی آنکھ اٹھا کر دیکھا۔

یوں تو وطن عزیز کی سڑکیں گاڑیوں سے بھری رہتی ہیں لیکن گلبرگ جیسی آبادیوں میں انسان کم اور گاڑیاں زیادہ ہیں۔ یہاں کسی کوٹھی کی بڑائی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس میں کتنی گاڑیاں کھڑی کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ بڑے لوگوں کے ہاں دستور یہ ہے کہ ایک گاڑی صاحب خانہ کے لئے' ایک بڑے بیٹے کے لئے' ایک اہل خانہ کے لئے۔ اس لئے گلبرگ کے مین بلیوارڈ پر گاڑیوں اور بے روزگار مزدوروں کا ہجوم رہتا ہے۔ میری گاڑی جب رش کی وجہ سے رکی تو قریب بیٹھے ہوئے مزدوروں کے بھوکے جسموں نے جھرجھری لی اور اس سے قبل کہ وہ پر امید نظروں سے میری طرف دیکھتے' میں راستہ کھلنے پر وہاں سے چل پڑا مگر تھوڑی دور جا کر مجھے رکنا پڑ گیا اپنے جیسے انسانوں کی اس مجبوری نے میری سنگدلی کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ پہلے تو میں ان کی حالت پر قریب قریب رو دیا' پھر مجھے اس وقت سے خوف آنے لگا جب یہ لوگ اپنی قطاروں سے عاجزانہ نہیں جارحانہ اٹھیں گے اور موٹر کاروں اور ان کے خوش پوش سواروں کو اپنے ٹوٹے ہوئے جوتوں والے کمزور پاؤں تلے کچل دیں گے۔ یہ وہ وقت اور دن تھا جب یہاں سے تھوڑی دور وزیراعظم میاں محمد نواز شریف لوگوں سے عرضیاں وصول کر رہے تھے اور انہیں تسلیاں دے رہے تھے اور یہاں سے دوسری سمت کچھ دور اسی شہر کے ایک قبرستان میں لیٹا ہوا درویش شاعر کہہ رہا تھا ؎

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

گزشتہ پچاس برسوں سے نااہل' بے حس اور سنگدل حکمرانوں نے اس بھرے پرے ملک کی حالت یہ بنادی ہے کہ آج امیر اور غریب کے درمیان فرق بہت بڑھ گیا ہے۔ یہ فرق تو ہمیشہ رہا ہے اور پوری دنیا میں آج بھی موجود ہے لیکن اس کی ایک حد بھی مقرر ہے اور وہ یہ ہے کہ بنیادی ضروریات تو ہر شہری کو میسر ہوں' اس کے بعد اگر کوئی کسی دوسرے سے زیادہ کما لیتا ہے تو یہ اس کا حق ہے لیکن یہ حق کسی کو حاصل نہیں کہ ایک شہری دو وقت کی روٹی کو ترستا رہے' اس کی بیماری علاج سے محروم رہے' اس کے بال بچے چھت سے محروم رہیں اور اس کے پاس تن ڈھانپنے کو کپڑا نہ ہو۔ روٹی کپڑا مکان ہر شہری کا پیدائشی حق ہے لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ دوسری طرف کسی ایک شہری کو یہ مشکل درپیش ہو کہ وہ انواع و اقسام کے کھانوں میں سے کیا کھائے' کپڑوں سے بھری ہوئی الماریوں میں سے کون سا جوڑا نکال کر پہنے' بیمار پڑے تو یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے کہ علاج ملک کے اندر کرائے یا باہر چلا جائے اور اپنے بنگلے سے بہتر بنگلے کی تلاش میں سرگرداں رہے' اسلام میں تو کسی ایسی حالت کا تصور بھی جائز نہیں ہے۔ آج کی دنیا میں بھی جن ملکوں میں معقول حکومتیں قائم ہیں ان ملکوں کو ویلفیئر سٹیٹ کہا جاتا ہے جہاں ہر شہری روٹی کپڑا مکان کا حقدار ہے اور اسے یہ حق عملاً دیا جاتا ہے' احسان جتا کر نہیں' فرض سمجھ کر۔

ہم پاکستانیوں پر بھوک اور افلاس کا جو دور آیا ہوا ہے یہ نیا ہے۔ کچھ پہلے تک ہم بڑے فخر کے ساتھ لکھا کرتے تھے کہ پاکستان میں کوئی فٹ پاتھ پر نہیں سوتا اور کوئی خالی پیٹ نہیں ہوتا' پاکستانیوں کے چہرے اس کی گواہی دیتے تھے۔ پڑوس کے ملک میں جب کوئی پاکستانی جاتا تو دور سے پہچانا جاتا کہ یہ پاکستانی ہے۔ لیکن اب یوں لگتا ہے کہ کسی منحوس رات کو یہ عمارت دھڑام سے گر پڑی ہے اور پوری قوم اس کے نیچے دب گئی ہے لیکن اسی عمارت کے اسی ملبے پر کچھ لوگ جشن منا رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ فاقہ کش پاکستانی جو آج بڑوں کو رحم طلب نگاہوں سے دیکھتے ہیں کل ان کی آنکھوں میں غیض و غضب کے گلے ہوں گے اور یہ گلبرگوں کے فٹ پاتھوں پر بیٹھے نہیں رہیں گے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اگر سب کچھ یونہی رہا تو پھر یہی کچھ ہوگا اور انہیں کیک کھانے کا مشورہ دینے والے زندگی کو ترسیں گے۔

(بشکریہ : روزنامہ جنگ' یکم جنوری)

بھارت پاکستانی جنون میوزیکل گروپ کو اسلام کے خلاف استعمال کر رہا ہے

بھارتی ٹی وی نے اسلامی شعائر اور صوفی ازم کو منفی انداز میں پیش کرنے کیلئے پاکستانی "جنون گروپ" کو آلہ کار بنا لیا ہے جس سے نوجوان نسل کو صوفی ازم کے حوالے سے گمراہ کیا جا رہا ہے جس پر مذہبی حلقوں کی طرف سے شدید تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ دو ہفتوں میں بھارتی زی ٹی وی جنون گروپ کے گانے "سیونی" کی زبردست تشہیر کر رہا ہے اور روزانہ اس گانے کے حوالے سے سارا دن جھلکیاں دکھائی جاتی ہیں جس میں جنون گروپ کے فنکار لمبے بالوں' جین پہنے اپنے مخصوص انداز میں ڈانس کرتے دکھائے جاتے ہیں جبکہ یہ تمام گانے اور بیک گراؤنڈ میں حضرت بہاؤ الدین زکریا کا مزار مبارک دکھایا جاتا ہے۔ گانے سے پہلے انتہائی واضح انداز میں کہا جاتا ہے کہ "صوفی پاپ گروپ" جنون "سیونی" گانا پیش کرتا ہے۔ واضح رہے کہ اسی گروپ نے شاعر مشرق علامہ اقبال کے کلام "خودی کو کر بلند اتنا" کو پاپ کے انداز میں گایا تھا جس پر محبت وطن اور پڑھے لکھے حلقوں کی طرف سے شدید احتجاج کیا گیا تھا جس پر اس گانا کو پی ٹی وی پر بین کر دیا گیا۔ اب اسی گروپ کو بھارت نے اسلام کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔

ملک میں خلافت راشدہ کا نظام نافذ کیا جائے

صدر مملکت سے نگرانی کا اختیار بھی چھین لیا گیا ہے

—— لیفٹیننٹ (ر) محمد ایوب خان ——

پاکستان کے حالات اگر آج دگرگوں ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا نظام حکمرانی درست نہیں۔ معاملہ کوئی بھی ہو وہ صرف اس وقت درست طور پر چل سکتا ہے جب وہ درست اصولوں یا درست آئین پر قائم کیا گیا ہو۔ لہٰذا موجودہ حالات کی ذمہ داری آئین کی خامیوں پر عائد ہوتی ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ نظام سے فرق نہیں پڑتا' اگر حکمران درست ہوں تو ہر طرح کے نظام سے کام چل سکتا ہے۔ اگر اس بات کو درست مان لیا جائے تو سرے سے کسی قانون بلکہ حکومت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

پھر غیر معمولی حالات میں غیر معمولی عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن جس آئین میں صدر مملکت سے نگرانی کا اختیار بھی چھین لیا گیا ہو اور وہ محض تماشین بن کر رہ گیا ہو' اس آئین پر عمل کرنے سے حالات کیسے درست ہو سکتے ہیں۔ جب ذوالفقار بھٹو کے خلاف ہنگامے شروع ہوئے تو معلوم ہوا کہ صدر تو محض ایک بت ہے' جو دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ دخل دے سکتا تو شاید بھٹو کا انجام وہ نہ ہوتا جو ہوا —— آج جو شرمناک کھیل جاری ہے اور صدر کہتا ہے کہ وہ آئین پر عمل کر رہا ہے تو شاید انجام ویسا ہی ہو گا۔ ضیاء الحق نے جو ترمیم کی' جس کی رو سے صدر اسمبلی کی تحلیل کر سکتا تھا انتہائی عمل تھا' اور مزید یہ کہ جن ارکان کو نااہل کر کے رخصت کر دیا جاتا وہی اگلے دنگل میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ ان کی پہلی نااہلیت ان کے آڑے نہیں آتی۔ ہر دوسرے سال نیا الیکشن' قوم میں نئی ہلچل' حکومت کا عدم تسلسل اور کروڑوں روپوں کا قومی نقصان اس کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس سے بہتر یہ طریقہ تھا کہ اسمبلی کی بجائے کابینہ کو توڑ دیا جاتا اور ارکان سے کہا جاتا کہ نئی کابینہ بنائیں۔ (روس میں یہی طریقہ رائج ہے۔)

یہ ملک اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا اس لئے لازم تھا کہ ایمان کے دعویدار اپنے آئین اور قانون کے لئے قرآن کو دیکھتے' رسول خدا ﷺ کے عمل کو دیکھتے' خلفائے راشدین کے طریق کار کو اپناتے' مگر انہوں نے اندھوں کی طرح انگریزی طرز کو اپنا لیا۔ انگریز نے اپنی روایات اور قومی ضرورت کی وجہ سے بادشاہت کا بے طاقت بت برقرار رکھا ہوا ہے اور ہم نے اس کی نقل میں صدر کا بے معنی بت کھڑا کر دیا ہے۔ امریکہ نے جب برطانیہ سے علیحدگی اختیار کی تو اس نے بادشاہ کی جگہ ایک فعال صدر تجویز کیا جو ملک کے بہترین آدمیوں کو وزیر بناتا ہے۔ مگر یہاں جاہلوں اور پیسے ہوئے لوگوں کے ذریعے ایک مخصوص جاگیردار اور سرمایہ دار طبقہ اپنی تمام جہالت اور نفس پروری کے ساتھ براجمان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انگریز جاتے جاتے انہی لوگوں کو حکومت سونپ گیا تھا اور "جمہوری طریقہ" یہ ہے کہ جمہور ووٹ دے سکتے ہیں مگر حکومت کے ایوانوں میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اسلامی طریق کار تو وہ ہے جو خلفائے راشدین نے اختیار کیا۔ انہوں نے اپنے بہترین آدمی کو مجمع عام میں خلیفۃ الرسول اور امیر المومنین چن لیا اور اس کی اطاعت کی بیعت کی۔ وہ شخص عام مشورے سے احکام جاری کرتا' انتظامی' عسکری اور معاشی ناظم اور امیر مقرر کرتا وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنا جانشین لوگوں پر چھوڑ دیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چھ نام دیئے جن میں سے دو کو حاکم بنایا۔ اس طرح نیا خلیفہ عام مجمع میں منتخب یا مقرر ہوا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت اچانک ہوئی تھی ورنہ وہ خود انتخاب کرا جاتے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی شہادت کی وجہ سے کوئی طریقہ اپنایا نہ جا سکا۔ امیر معاویہؓ نے حکومت کو موروثی بنا دیا اور پھر یہی آئین برقرار رہا۔ اس صدی میں سرمائے کی قوت نے بادشاہوں سے اقتدار چھین لیا ہے اور سرمایہ داروں نے جمہور کے نام پر سلطنتوں پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر لیا ہے' جس کا نام "جمہوریت" ہے۔

موجودہ حالات میں ہماری تجویز یہ کہ خلفائے راشدین کی سنت پر چل کر امیر المومنین والا نظام وجود میں لایا جائے۔ اسے صدر بھی کہہ سکتے ہیں لیکن امیر یا امیر الامراء کہنے سے ہمیں شرمانا نہیں چاہئے۔ یہ امیر اپنے ماتحت چار سربراہ مقرر کرے گا۔ سربراہ عدل' سربراہ فوج' سربراہ انتظامیہ' سربراہ مقننہ + امیر یا صدر ان کا نگران ہو گا اور کسی کو نااہل پائے تو اسے برطرف کر سکے گا۔ اس کے علاوہ ایک ایوان عوام ہو گا' جسے لوگوں کے ووٹوں سے تین سال کے لئے وجود میں لایا جائے گا۔ اس کا سربراہ خود انہی میں سے ان کے اپنے ووٹوں سے چنا جائے گا۔ یہ سب ادارے اندرونی طور پر آزاد ہوں گے اور ایک دوسرے سے تعاون کریں گے مگر دوسروں کے کام میں مخل نہیں ہوں گے۔

مقننہ کا کام بھی اتنی ہی مہارت چاہتا ہے جتنی مہارت عدلیہ' فوج یا انتظامیہ چاہتی ہے۔ اس لئے اس کے ارکان کا تقرر صدر مملکت کرے گا اور اس کے ارکان میں تمام علوم کے ماہرین شامل ہوں گے یعنی شریعت اسلامیہ' جدید قانون' معاشیات' سیاسیات' تاریخ' جغرافیہ' طب' انجینئرنگ' فزکس' کیمسٹری' بیالوجی وغیرہ۔

اس کے علاوہ صدر مملکت بہترین آدمیوں کو ضرورت کے مطابق وزیر مقرر کرے گا۔ یہ وزیر مختلف انتظامی محکموں کو درست طور پر چلانے کے ذمہ دار ہوں گے۔ ایوان عوام کے انتخاب کے لئے ووٹر کی عمر ۲۵ سال ہو گی تاکہ وہ تعلیم سے فارغ ہو چکا ہو اور اس میں سوجھ بوجھ پیدا ہو گئی ہو۔ رکن کی عمر ۳۵ سال اور تعلیم گریجوایٹ یا مساوی مذہبی تعلیم ہوئی۔ ہر تحصیل سے ایک رکن بلالحاظ آبادی چنا جائے گا۔ ارکان کا کام قانون کے مطابق اپنے حلقے اور اس کے باشندوں کی مشکلات دور کرنا' تعمیری کام کی تجویز کرنا اور ان کی نگرانی کرنا ہو گا۔ ارکان چونکہ ملازم نہیں ہوتے اس لئے ان کی تنخواہ نہیں ہو گی البتہ وہ اجتماع کے لئے سفر خرچ لے سکیں گے۔ قانون سازی کے وقت مقننہ اس ایوان کو ڈرافٹ بل رائے کے لئے بھیج دے گی۔ ایوان اپنی رائے کے ساتھ پندرہ دن کے اندر اندر بل واپس کرے گی۔ اس کے بعد مقننہ کا فیصلہ آخری ہو گا۔ (ان حالات میں سینیٹ کی ضرورت نہیں ہو گی۔)

علاوہ ازیں اسلام میں پہلا سیاسی ڈھانچہ محلہ اور گاؤں سے چلتا ہے۔ یعنی پاس پاس رہنے والی آبادی تقریباً ۵۰ یا سو گھروں پر مشتمل کے لوگوں پر ایک امیر مقرر کیا جائے گا جس کی مدد ایک پنچایت کرے گی۔ امیر کے لئے لازم ہے کہ قرآن کے معنی جانتا ہو۔ اس پنچایت کے حسب ذیل کام ہوں گے :

۱) نیک کاموں کو رائج کرنا۔
۲) برے کاموں کو روکنا
۳) سرکاری کاموں کی نگرانی کرنا
۴) جھگڑوں کو چکانا
۵) پیدائش اور اموات کا ریکارڈ رکھنا
۶) شناختی کارڈ اور پاسپورٹ فارموں کی تصدیق کرنا۔
۷) زمینوں کے انتقال اور وراثت کی تکمیل کرنا۔
۸) ابتدائی عسکری تربیت دینا۔
۹) ہر بچے کو خواندہ بنانا یعنی اردو لکھنا پڑھنا اور حساب کے قاعدے سکھانا۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

رمضان المبارک میں تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے زیر اہتمام ۶ مختلف مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام انجام پایا۔ جس میں بذریعہ ویڈیو امیر محترم کے دورۂ ترجمہ قرآن سے رفقاء واحباب نے استفادہ کیا۔ پروگرام کا دورانیہ روزانہ ایک گھنٹہ پر محیط رہا' تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱) اُسرہ علامہ اقبال ٹاؤن کے زیر اہتمام رفیق تنظیم جناب احمد حسن کے گھر واقع ستلج بلاک میں احباب' رفقاء وخواتین کے لئے بھی انتظام کیا گیا۔

۲) اُسرہ کینال ویو اور اُسرہ ملتان روڈ کے رفقاء نے رفیق تنظیم فیاض اختر میاں کے گھر واقع مہران بلاک اقبال ٹاؤن میں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام کیا۔

۳) اُسرہ بند روڈ اور اُسرہ ڈھولنوال کے رفقاء نے بھی مشترکہ طور پر یہ سعادت حاصل کی۔ ڈھولنوال میں یہ پروگرام بذریعہ ویڈیو ۲۵ رمضان المبارک تک چلا جبکہ ۲۵ تا ۳۰ رمضان المبارک رفقاء واحباب نے براہ راست رحمت اللہ بٹر صاحب' ناظم تربیت سے ترجمہ قرآن سنا۔

۴) اُسرہ سمن آباد میں شیخ افضال صاحب کے ہاں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام یکم تا ۱۹ رمضان المبارک جاری رہا۔ شیخ صاحب کے اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے یہ پروگرام مکمل نہ ہو سکا۔

۵) اُسرہ گلشن راوی میں اخلاق احمد فاروقی کی قیام گاہ پر ترجمہ قرآن کے علاوہ صلوٰۃ التراویح کا بھی انتظام تھا۔

۶) اُسرہ رحمان پورہ کے زیر اہتمام نقیب اُسرہ محمد عباس کے گھر ترجمہ قرآن ہوا جس میں رفقاء واحباب کے علاوہ خواتین نے بھی شرکت کی۔

علاوہ ازیں تنظیم کے تحت ۱۹ مختلف مقامات پر اجتماعی دعوت افطار سے قبل دعوتی پروگرام ہوئے۔ جن میں محترم عبدالرزاق ناظم اعلیٰ' فیاض حکیم امیر حلقہ پنجاب شرقی' غازی محمد وقاص امیر تنظیم لاہور جنوبی' نعیم اختر عدنان نائب ناظم نشر و اشاعت نے رفقاء و احباب سے "روزہ کی غرض وغایت' فرائض دینی کا جامع تصور' قرآن مجید کے حقوق' تنظیم کی دعوت" پر خطاب کیا۔ ان پروگراموں میں شرکت کرنے والوں کی مجموعی حاضری ۲۳۰ تک رہی۔

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کراچی کا دورۂ ترجمہ قرآن

یہ بات ہمارے لئے باعث اطمینان ہے کہ جہاں رفقاء تنظیم اسلامی' اسلامی انقلاب کی جدوجہد میں ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں' وہاں خواتین بھی اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کر رہی ہیں۔ رمضان المبارک میں امیر تنظیم کراچی شرقی نمبر ۲ جناب اعجاز لطیف کے گھر خواتین کے لئے دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام منعقد ہوا' جسے ان کی اہلیہ ونقیبہ اُسرہ نمبر ۴ نے سرانجام دیا۔ یہ پروگرام روزانہ صبح دس بجے تا ایک بجے دن منعقد ہوتا۔ تقریباً سوا پارہ روزانہ مع ترجمہ ومختصر تشریح پڑھا جاتا۔ اس پروگرام میں خواتین کی اوسط حاضری ۱۱۰ تک تھی جو آخری عشرے میں ۲۰۰ تک پہنچ گئی۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے اس پروگرام میں شرکت کے لئے خواتین دور دراز سے (گلشن اقبال سے سعود آباد تک) سفر کر کے شرکت کرتی رہیں۔ خصوصاً ماڈل کالونی سے بہت سی خواتین باقاعدگی سے روزانہ شرکت کرتی رہیں۔ اگرچہ یہ پروگرام گزشتہ تین سالوں سے باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے مگر اس مرتبہ دور دراز سے خواتین کی حاضری کافی زیادہ رہی۔ گھر کے کمروں میں اتنی وسعت نہ ہونے کے باعث گھر کی چھت پر پورا مہینہ شامیانہ لگا کر یہ پروگرام کیا گیا۔ دوران پروگرام خواتین کی طرف سے پرجوش ایمانی جذبہ دیکھنے میں آیا۔ جن خواتین نے پہلی مرتبہ ترجمہ قرآن پاک سنا' ان کے ایمان میں تو بہت ہی تازگی پیدا ہوئی' جس کا اظہار خواتین کے تاثرات سے ہوا۔

۲۴/ رمضان المبارک کو ختم قرآن کا پروگرام دعا کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔ دوران درس گھر کے باہر گاڑیوں کی قطاریں دیکھ کر ایک چھوٹی سے قرآن اکیڈمی کا احساس ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سی مساعی کو قبول فرمائے آمین۔ پروگرام کے اختتام پر ۳ خواتین نے بیعت کر کے تنظیم اسلامی کے قافلہ میں باقاعدہ شمولیت اختیار کی۔

(رپورٹ : نائب نقیبہ اُسرہ نمبر۴)

صادق آباد میں دورۂ ترجمہ قرآن

پنجاب کی ایک زرخیز اور صنعتی علاقے پر مشتمل تحصیل صادق آباد میں ۱۹۸۶ء میں تنظیم اسلامی صادق آباد وجود میں آئی۔ حافظ محمد خالد شفیع صاحب کی تنظیم میں شمولیت سے تنظیم پورے ضلع میں متعارف ہوئی۔ جنوبی پنجاب کے امیر جناب مختار حسین فاروقی نے ماہانہ درس قرآن شروع کیا' شہر کی سب سے بڑی مسجد میں ساڑھے تین سال سے درس قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ ماہ فروری میں تنظیم اسلامی صادق آباد کے رفقاء نے دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرام کو متعارف کروانے کے لئے ایک ہزار ہینڈ بل چھپوائے جو پورے شہر میں تقسیم کئے گئے۔ شہر کے مختلف حصوں میں بینر بھی لگوائے گئے۔

ترجمہ قرآن کا یہ پروگرام دو حصوں پر مشتمل تھا۔ پہلا حصہ ایک گھنٹے پر مشتمل ہوتا بعد ازاں چائے کا وقفہ ہوتا دوسرا حصہ بھی تقریباً ایک گھنٹے پر ہی مشتمل تھا۔ پروگرام کے بعد رفقاء مسجد ہی میں قیام کرتے۔ نماز فجر کے بعد جناب مختار فاروقی صاحب کا مختصر درس قرآن ہوتا۔ صادق آباد میں تقریباً پانچ سال سے جمعہ کے دن بعد نماز مغرب دعوتی پروگرام میں ڈاکٹر صاحب کی ویڈیو کیسٹ (منتخب نصاب کی ریکارڈنگ) دکھائی جاتی ہے۔ یہ پروگرام معظم جاوید کے گھر واقع ستار شہید روڈ پر منعقد ہوتا ہے' جس میں رفقاء کے علاوہ کالج کے پروفیسر حضرات اور مقامی ڈاکٹر صاحبان بھی شرکت کرتے ہیں۔ (رپورٹ : سجاد منصور)

اُسرہ تمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام

اُسرہ تمر گرہ کے رفقاء نے ۷ مارچ کو ایک روزہ پروگرام منعقد کیا جس میں چھ رفقاء شریک ہوئے۔ محمد فہیم' راقم اور عزیز الحق کل وقتی شریک ہوئے جبکہ مولانا غلام اللہ خان حقانی' ایاز اور مفتاح الدین نے جزوی شرکت کی۔ مقامی مسجد میں نماز عصر کے بعد راقم نے دعوتی اعلان کیا جبکہ محمد فہیم نے گفتگو کا آغاز کیا۔ انہوں نے قرآن کے حقوق پر بھی روشنی ڈالی۔ بعد از خطاب مشورہ ہوا اور مسجد کے گرد و نواح میں گشت کیا گیا۔ نماز مغرب کے بعد مولانا غلام اللہ خان حقانی نے "بندۂ مومن کی شخصیت کے دو رخ" کے موضوع پر مدلل خطاب کیا۔ عشائیہ اور نماز عشاء کے بعد محمد فہیم صاحب نے "فرائض دینی کا جامع تصور" احباب کے سامنے واضح کیا۔ بعد ازاں اعلیٰ تعلیم یافتہ شخصیت محترم خورشید خان سے' جن کا تعلق جمیعت العلماء اسلام (ف) گروپ سے ہے' مسجد ہذا میں تقریباً نصف گھنٹہ نشست میں مختلف موضوعات زیر بحث رہے۔

اگلے روز نماز فجر کے بعد درس قرآن کی ذمہ داری مسجد کے خطیب صاحب نے ادا کی۔ مولانا غلام اللہ خان حقانی نے چک درہ میں جماعت اسلامی کے ایک اجتماع میں خطاب کیا۔ انفرادی اور اجتماعی مطالعہ ہوا۔ نماز ظہر کے بعد راقم کو گفتگو کا موقع دیا گیا۔ راقم نے اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق' رسول کا حق یا فرض' قرآن کا حق اور بندہ کا بندہ پر حق کے موضوع پر بات کی۔ نماز عصر تک اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات سے بھرپور نشست رہی۔ ان کی طرف سے چند معقول سوالات بھی سامنے آئے۔ محترم محمد فہیم نے مدلل انداز میں ان کے جوابات دیئے۔ نماز عصر کے بعد آخری نشست ہوئی اور دعا پر یہ ایک روزہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ : شاہ وارث)

تنظیم اسلامی گجرات کی ماہانہ شب بسری

ہمتوں کو مجتمع رکھنے اور جذبوں کی تازگی اور آبیاری کے لئے قرآن حکیم ہماری اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی فکر کی تازگی کے لئے دفتر تنظیم اسلامی لنک جناح روڈ گجرات میں ۲۸ فروری کو بعد نماز عشاء شب بسری کا اہتمام کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے پروفیسر اشرف ندیم نے "اقامت دین" اور اس کے لئے تفریغ اوقات کی اہمیت" کے موضوع پر

گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ دین محض رسومات اور عبادات کا نام نہیں بلکہ اس میں معیشت' معاشرت' سیاسیات جیسے اہم پہلو بھی آتے ہیں۔ اس عارضی زندگی میں ہمیں زیادہ سے زیادہ کوشش کر کے دین کے لئے وقت نکالنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ زندگی کا مقصد معین کرنا اور یہ چیز پیش نظر رکھنا کہ مرنے کے بعد اللہ کے حضور پیش ہونا ہے' بہت اہم ہے۔ اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ کے نظام کو نافذ کرنا ہمارا اولین مقصد ہونا چاہئے۔ بقول علامہ اقبال

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ شان کہ گم اس میں آفاق

اب رہا یہ مقصد کہ اللہ کے عطا کردہ نظام کو نافذ کیسے کرنا ہے؟ تو اس کے لئے پہلے اپنے آپ کو خود اس نظام میں ڈھالنا ہو گا۔ پھر گھر والوں کو اور قریبی رشتہ داروں' محلے داروں اور دوستوں کو اس کی دعوت اور ترغیب کے ذریعے لانا ہے۔ اس طرح کچھ افراد میسر آ جائیں تو ان کو ایک نظم میں پرونا ہے۔

تن آسانیاں چاہئیں اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی

اس کے بعد نظام العمل سے رفقاء کے بنیادی فرائض اور اختلاف کے حقوق و فرائض کی مختلف شقوں کا مطالعہ عبدالرؤف صاحب نے پیش کیا اور بعد ازاں ایک جنرل میٹنگ ہوئی جس میں تنظیم اسلامی گجرات کے نظم اور دیگر مسائل کے متعلق مشورے کئے گئے اور اس کے بعد سونے کی دعا اور اس کے متعلق دیگر معمولات کے فرائض میر محمد اقبال صاحب نے پیش کئے۔ صبح نماز تہجد کے لئے رفقاء کو پیدا کیا گیا۔ نماز فجر کے بعد عبدالرؤف نے درس قرآن دیا اور اسی پر شب بصری کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(مرتب : مزمل حسین)

تنظیم اسلامی فیصل آباد غربی و شرقی کے زیر اہتمام
دو روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

رفقاء تنظیم اسلامی فیصل آباد غربی دو روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام کے سلسلہ میں مورخہ ۲۰ جنوری جمعۃ المبارک کو قبل از نماز عشاء دفتر انجمن خدام القرآن صادق مارکیٹ ریلوے روڈ پہنچے۔ ۲۱ فروری بعد نماز فجر جامع مسجد گول کریانہ کارخانہ بازار میں حکیم محمد سید طاہر نے درس قرآن دیا' حاضری ۴۰ افراد پر مشتمل تھی۔ رضا آباد میں احباب سے رابطہ کر کے کارنر میٹنگ میں شمولیت کی دعوت دی گئی اور تنظیم اسلامی کے تعارف پر مشتمل لٹریچر بھی انہیں دیا گیا۔ نماز ظہر کے بعد حاضرین مسجد میں کارنر میٹنگ کے دعوت نامے تقسیم کئے گئے۔ رفقاء نے رضا آباد کے تین بازاروں میں کارنر میٹنگ کے دعوت نامے اور تنظیم کا لٹریچر تقسیم کیا۔ مختلف مساجد کی انتظامیہ اور خطباء مساجد سے خصوصی ملاقاتیں بھی کی گئیں اور ان میں امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کتب تقسیم کی گئیں۔

ان ملاقاتوں سے یہ معلوم ہوا کہ اس علاقہ میں سپاہ صحابہ اور فقہ جعفریہ کے مضبوط مراکز قائم ہیں جس کے باعث یہاں بہت کشیدگی پائی جاتی ہے' چنانچہ کسی بھی دینی اجتماع میں شمولیت کرنے سے لوگ گریز کرتے ہیں۔ ڈی وی ایم' ڈاکٹر محمد یوسف جو اسی علاقہ کے رہائشی تھے انہوں نے علاقہ میں کام کرنے کے ضمن میں ہماری پوری معاونت کی۔ چوک عمر فاروق میں کارنر میٹنگ سے ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے حاضرین سے نظام خلافت پر مفصل خطاب کیا۔ حاضری قریباً ۵۰ افراد پر مشتمل تھی۔

نماز عشاء سے قبل رفقاء تنظیم اسلامی فیصل آباد شرقی ملک احسان الٰہی کی امارت میں ایک روزہ پروگرام کے لئے دفتر انجمن پہنچ گئے۔ نماز عشاء کے بعد ملک احسان الٰہی صاحب نے مختصر خطاب کیا۔ ۲۲ فروری کو نماز فجر سے قبل رفقاء کی نماز کی درستگی کی خاطر ان سے نماز سنی۔

بعد نماز فجر جامع مسجد عمر صادق مارکیٹ میں نعمان عمر نے درس قرآن دیا۔ دفتر انجمن میں واپس آ کر تجوید کی مشق کی گئی۔ رضا آباد کے تینوں بازاروں میں رفقاء نے تین ٹیموں میں تقسیم ہو کر ویڈیو کیسٹس کی دکانوں کے مالکان سے رابطہ کر کے انہیں اس کام کو چھوڑ کر رزق حلال کمانے کی ترغیب دی۔ دفتر انجمن واپس آ کر ملک احسان الٰہی صاحب نے اقامت دین کے لئے الاخوان المسلمون (مصر) کی کوششوں سے رفقاء کو آگاہ کیا۔

راقم الحروف نے ذاتی رابطہ' اس کا طریقہ کار' داعی کی خصوصیات کے بارے میں رفقاء سے تفصیلی گفتگو کی۔ امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا رمضان المبارک کا خطاب جمعۃ الوداع سنایا گیا۔ رشید عمر صاحب نے حاضرین دو روزہ سے فرداً فرداً اس پروگرام کے بارے میں استفسار کیا اور اس پروگرام کو مزید بہتر کرنے کے لئے مشورہ طلب کیا۔ رشید عمر صاحب نے بعد نماز عشاء اسلام' جاہلیت قدیمہ اور جاہلیت جدیدہ پر مفصل خطاب کیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب : میاں محمد اسلم)

فیصل آباد شرقی کی دعوتی سرگرمیاں

دوران رمضان المبارک تنظیم اسلامی فیصل آباد شرقی میں مختلف مقامات پر دعوتی پروگرام اور خطابات منعقد ہوئے :

- ۲ جنوری ۱۹۹۸ء کو مسجد مکرم ڈھڈی والا میں پروفیسر خان محمد صاحب نے خطاب فرمایا' جس میں پانچ رفقاء سمیت چالیس احباب نے شرکت کی۔
- ۸ جنوری کو ایک رفیق تنظیم کے گھر پر پروگرام منعقد ہوا' جس میں ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے خطاب فرمایا۔ سامعین کی حاضری دس تھی۔
- ۱۲ جنوری کو گلبھار کالونی نمبر ایک میں پروفیسر خان محمد کا خطاب ہوا۔ اس پروگرام میں ۱۵۰ افراد شریک ہوئے۔
- ۱۸ جنوری کو ذوگر بستی میں افطاری کی دعوت پر ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے خطاب فرمایا' جس میں ساٹھ افراد شریک ہوئے۔
- ۲۳ جنوری کو رفیق تنظیم آصف صاحب کے گھر دعوت افطار پر رشید عمر صاحب نے خطاب کیا' جس میں چالیس رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

علاوہ ازیں راقم (امیر مقامی تنظیم فیصل آباد شرقی) نے رمضان المبارک کے دوران مختلف مقامات پر دس مساجد میں نمازوں کے بعد خطابات کئے اور نمازیوں کو قرآن فہمی اور اقامت دین کی جدوجہد میں شرکت کی دعوت دی۔ مزید برآں مسجد عمر میں روزانہ بعد نماز فجر حدیث رسولؐ بیان کی جاتی رہی۔ اس طرح اتفاق مسجد مدینہ ٹاؤن میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں پندرہ افراد کو تجوید کی تعلیم دی گئی۔

(مرتب : ملک احسان الٰہی)

"غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا"

"محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ایک نئے دور کا آغاز تھی۔ بنی آدم میں سے جس کو بھی سعادت و خیر کا کوئی حصہ ملا وہ خواہ امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب ہی کے مرتبے کا کوئی شخص کیوں نہ ہو' سیدنا محمد بن عبداللہ ﷺ کے واسطے سے ہی نصیب ہوا ہے"۔

(حسن انتخاب : از کاروان زندگی)

مفتی محمد حسین نعیمی کے انتقال پر اظہار تعزیت

13 مارچ۔ تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر ڈاکٹر عبدالخالق نے مفتی محمد حسین نعیمی کی وفات پر اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ مفتی صاحب ایک بلند پایہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ اتحاد بین المسلمین کے علمبردار بھی تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور مسالک کو قریب لانے کی ہر کوشش کا ساتھ دیا۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے جب بھی انہیں قرآن کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی انہوں نے وسعت قلبی اور شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیشہ اس میں شرکت فرمائی۔ ان کی وفات سے پیدا ہونے والے خلا کو پر کرنا آسان نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور | پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری | معاونین برائے مدیر:
سی پی ایل نمبر: 127 | مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور | ○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
جلد ۷' شمارہ ۱۱ | مقام اشاعت: ۳۶۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور | ○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
سالانہ زر تعاون ۔/۱۲۵ روپے | فون: ۵۸۶۹۵۰۱-۰۴۲ | نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ۔ خبروں کے آئینے میں

ترک فوج لڑائی میں جمہوری روایات کا احترام کرے

ترکی کے وزیراعظم مسعود یلماز نے ترکی کی طاقتور اور سیکولرازم کی حامی فوج سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اسلام پسندوں کے خلاف ریاست کی لڑائی میں جمہوری روایات کا احترام کرے۔ "ہم بنیاد پرستوں کے خلاف لڑائی میں جمہوری طریقوں کو ترک نہیں کر سکتے"۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے مقابلے کے لئے قانون کے دائرے سے باہر کا کوئی راستہ اختیار کرتا ہے تو بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے بعد وہ خود ملک کے لئے ایک تیسرا بڑا خطرہ بن جائے گا۔ انہوں نے یہ بات اس سوال کے جواب میں کہی کہ ترک فوج جس نے گزشتہ سال اسلام پسندوں کی حکومت کو مستعفی ہونے پر مجبور کرنے کے لئے بڑا اہم کردار ادا کیا تھا وہ موجودہ حکومت کی اسلام پسندوں کے خلاف کارروائی سے زیادہ خوش نہیں۔ (نوائے وقت' ۱۴ مارچ)

حج کے اخراجات کی ادائیگی : عراق اقوام متحدہ نیا تنازعہ

فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب جانے والے عراقی باشندوں کو اخراجات کے لئے رقم فراہم کرنے کے طریقہ کار پر عراق اور اقوام متحدہ کی پابندیوں کی کمیٹی میں تنازعہ پیدا ہو گیا ہے۔ پابندیوں کی کمیٹی کے چیئرمین انتونیو نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ کمیٹی کے تمام ارکان اس تجویز پر متفق ہیں کہ عراقی حکومت ان حاجیوں کو اخراجات کے لئے "ووچر" جاری کرے گی اور تیل برائے خوراک کے معاہدے کے تحت اقوام متحدہ کے زیر کنٹرول بینک اکاؤنٹس سے اردن کے بینکوں کے ذریعے ہر عراقی باشندے کو ۲ ہزار ڈالر ادا کر دیئے جائیں گے۔ عراق نے اس تجویز کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ رقم عراق کے سینٹرل بینک میں جمع کرائی جائے۔ کمیٹی کے چیئرمین نے کہا ہے کہ ایسا کرنا اقوام متحدہ کی قرارداد ۹۸۶ کی وجہ سے ممکن نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے بھی کمیٹی کی تجویز سے اتفاق کیا ہے اور وہ عراق سے اس معاملہ پر بات چیت کریں گے۔ واضح رہے کہ ۲۲ ہزار عراقی اس برس فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب جائیں گے اور ہر شخص کو اخراجات کے لئے ۲ ہزار ڈالر کی ادائیگی کرنا ہو گی۔ (پاکستان' ۱۵ مارچ)

بنگلہ دیش کا سیاسی بحران' جاتیا پارٹی حکومت سے الگ

بنگلہ دیش کے سابق صدر حسین محمد ارشاد کی جاتیا پارٹی وزیراعظم حسینہ واجد کی حکومت سے علیحدہ ہو گئی ہے۔ جاتیا پارٹی کے صدر حسین محمد ارشاد نے بتایا کہ اب وہ اپوزیشن کی سیاست کریں گے اس کے لئے اگر انہیں جیل بھی جانا پڑا تو وہ تیار ہیں۔ واضح رہے کہ حسینہ واجد نے گزشتہ انتخابات میں مطلوبہ حمایت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے جاتیا پارٹی کی حمایت سے حکومت بنائی تھی۔ (نوائے وقت' ۱۶ مارچ)

چین نے ایران کے ساتھ نیوکلیائی تعاون ختم نہیں کیا

ایران نے امریکہ کے اس دعویٰ کی تردید کی ہے کہ چین نے ایران کے ساتھ اپنا نیوکلیائی تعاون ختم کر دیا ہے۔ ایرانی خبر رساں ایجنسی نے سرکاری عہدیدار کے حوالے سے بتایا کہ دیگر ممالک کے ساتھ ایران کا نیوکلیائی پروگرام اور تعاون بین الاقوامی ضابطوں کے عین مطابق ہے۔ اس سے قبل وائٹ ہاؤس کے ترجمان نے کہا تھا کہ امریکہ نے ایران کے ساتھ نیوکلیائی پروگرام کے سلسلے میں چین کے ساتھ کئے گئے خفیہ معاہدے کو ختم کروا دیا ہے۔

بی جے پی حکومت آنے کے بعد صورتحال کا جائزہ رہے ہیں

ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہا ہے کہ بھارت نے اگر ایٹمی دھماکہ کیا تو ہم اس کا مناسب جواب دیں گے۔ ۴۰ سال تک ایٹمی تجربات کرنے والے اب ہمیں یک طرفہ طور پر معاہدے پر دستخط کرنے کے لئے مجبور نہ کریں۔ ہمیں اپنے آپشن کھلے رکھنے چاہئیں۔ بھارت نے جارحیت کی تو پاکستان کے میزائل اس کے ہر حصے کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔ ہمارا ایٹمی پروگرام کبھی کیپ ہوا نہ رول بیک۔ کسی حکومت نے بھی اس سلسلے میں تساہل سے کام نہیں لیا کیونکہ کوئی ڈرائیور اپنی گاڑی دیوار سے کبھی نہیں ٹکراتا۔ مسلم ممالک باہمی لڑائیوں میں توانائیاں ضائع کر رہے ہیں۔ اگر وہ یورپی ممالک کی طرح آپس میں تعاون کریں تو بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ ایک غیر ملکی اخبار کو انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ دنیا ہمارے پروگرام کی نوعیت کا پوری طرح علم نہیں اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ ہمارے پروگرام سے متعلق سب کچھ جانتا ہے تو اسے ایسا کہنے دیں۔ ہندوستان کے بارے میں انہوں نے کہا کہ اس کا ایٹمی پروگرام بہت بڑا ہے کیونکہ ان کے وسائل ہیں۔ تعلیمی شعبے میں بھی وہ ہم سے آگے ہیں جبکہ ہم پچھلی نشست پر ہیں۔ انہوں نے اتفاق کیا کہ مستقبل قریب میں ہندوستانی میزائل خلیج کے ممالک کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم نے سائنس دانوں کی ایک نئی کھیپ تیار کر دی ہے اور میں اس سلسلے میں بہت مطمئن ہوں۔ ڈاکٹر عبدالقدیر نے کہا کہ پاکستان کو کٹ ٹو سائز کر کے انڈونیشیا تک ہندو بالادستی کا خواب دیکھا جا رہا تھا لیکن ہم نے اس خواب کو تہہ و بالا کر دیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر نے کہا کہ ہندوستان میں بی جے پی کی حکومت آنے کے بعد کی صورتحال کا ہم جائزہ لے رہے ہیں۔ (جنگ' ۱۸ مارچ)

صدام کے محلات کا معائنہ' جاپانی بھی شامل ہوں گے

جاپان نے اقوام متحدہ کے کہنے پر اپنے دو سفارتکاروں کو اقوام متحدہ کی معائنہ ٹیم میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کو عراق کے صدارتی محلات میں کے معائنے کی ذمہ داری سونپی جانے والی ہے۔ معائنہ کا کام ۲۲ مارچ سے شروع ہو جائے گا۔ (جنگ' ۱۸ مارچ)